16

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

10 تا 16 ذوالقعدہ 1447ھ / 28 اپریل تا 4 مئی 2026ء

اس شمارے میں

مذاکرات میں تعطل کب تک؟

دعا کی فضیلت، ضرورت اور آداب

امریکہ ایران مذاکرات

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش

محنت کشوں کا عالمی دن

امریکہ، اسرائیل، ایران جنگ اور علامہ اقبال

ایمان، ایک مکمل اسلوبِ حیات

ایمان جرأت وشجاعت پیدا کرنے والا، حیرت انگیز انقلاب برپا کرنے والا، بند دروازوں کو کھولنے والا اور ہر چہار جانب رہنمائی کرنے والا روشن مینار ہے۔

ہمارا مطلوبہ ایمان محض ایک شعار اور دعوت ہی نہیں بلکہ وہ ایک مکمل اسلوبِ حیات ہے، فرد کے لیے بھی اور قوم کے لیے بھی۔ نہایت تیز روشنی ہے، جو فرد کی دنیائے فکر وارادہ کو منور کرتی ہے اور جب اس کی شعاعیں معاشرہ پر پڑتی ہیں تو اس کی رگوں میں خونِ زندگی دوڑنے لگتا ہے۔ اُس کے رگ وپے میں امن وعافیت سرایت کرتی چلی جاتی ہے۔ وہ مریض ہوتا ہے اور دوائے ایمان اُسے شفایاب کردیتی ہے بلکہ وہ مردہ ہوتا ہے اور اکثر ایمان اُسے حیاتِ نو بخش دیتی ہے۔ سچ ہے کہ ایمان رموزِ الٰہی کا رازدان ہوتا ہے۔

حقیقی ایمان پوری زندگی پر اپنے نقوش واثرات مرتب کرتا ہے اور اُسے صبغۃ اللہ میں رنگ دیتا ہے۔ انسان کے افکار ونظریات، اُس کے جذبات واطوار سب اطاعتِ الٰہی اور بندگیٔ رب کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہوتا جس پر یہ رنگ گہرا نہ ہو۔ صبغۃ اللہ ومن احسن اللہ صبغۃ...... (البقرۃ)

وہ قوم جو ایمان سے منور زندگی بسر کرنا چاہتی ہے، اُسے اپنے جملہ اصول ومناہج ایمان کے تقاضوں کے مطابق بدلنا ہوں گے اور ہر اس چیز سے دستکش ہونا پڑے گا جو نورِ ایمان کا راستہ روکنے والی ہو۔ اگر کوئی قوم یہ قربانی نہیں دیتی مگر اسلام وایمان کا دعویٰ کرتی چلی جاتی ہے تو اُس کے دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اے اللہ! اُمتِ مسلمہ کی صراطِ ایمان کی طرف رہنمائی فرما۔ (آمین!)

علامہ یوسف القرضاوی

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

تین خصوصی اعمال: نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور آخرت پر یقینِ کامل

سُورۃ لقمٰن | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 4،5

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾
اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾

آیت ۴: ﴿الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ﴾ ’’جو نماز قائم کرتے ہیں‘‘

اب یہاں محسنین کے اوصاف کا ذکر ہے اور اُن کی پہلی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

﴿وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ﴾ ’’اور زکوٰۃ دیتے ہیں‘‘

ان الفاظ کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ اپنے تزکیے کے لیے مسلسل کوشاں رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ سورۃ البقرۃ کی آیت ۳ میں اس حوالے سے ﴿وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾﴾ کے الفاظ آئے ہیں، جبکہ یہاں باقاعدہ ’’زکوٰۃ‘‘ کا لفظ آیا ہے۔

﴿وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾﴾ ’’اور آخرت پر یہی لوگ پختہ یقین رکھتے ہیں۔‘‘

’’ایمان بالآخرۃ‘‘ کی اہمیت کے پیش نظر اس کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ یہاں ’’یقین‘‘ کا ذکر ہوا ہے۔ دراصل آخرت کا عقیدہ وہ عامل (factor) ہے جو انسان کے عمل اور کردار پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن اس ضمن میں ایک بندۂ مسلمان سے یقین والے ایمان کا تقاضا کرتا ہے۔

آیت ۵: ﴿اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾﴾ ’’یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

درس حدیث

قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے

عَنۡ اَبِیۡ مَالِکٍ الۡاَشۡعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلطُّهُوۡرُ شَطۡرُ الۡاِیۡمَانِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ تَمۡلَاُ الۡمِیۡزَانَ وَ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ تَمۡلَاُ مَا بَیۡنَ السَّمَاءِ وَالۡاَرۡضِ وَالصَّلَاۃُ نُوۡرٌ وَالصَّدَقَۃُ بُرۡھَانٌ وَالصَّبۡرُ ضِیَاءٌ وَالۡقُرۡاٰنُ حُجَّۃٌ لَکَ اَوۡ عَلَیۡکَ کُلُّ النَّاسِ یَغۡدُوۡ فَبَایِعٌ نَفۡسَہٗ فَمُعۡتِقُھَا اَوۡ مُوۡبِقُھَا)) (متفق علیہ)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ الحمد للہ کہنا میزان عمل کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ، الحمدُ للہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر آسمان وزمین کے درمیان کی جگہ کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے اور ہر انسان صبح کرتا ہے تو اپنے آپ کو بیچ رہا ہوتا ہے پھر کوئی اسے ہلاک کر دیتا ہے اور کوئی اسے آزاد کر دیتا ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 ذوالقعدہ 1447ھ جلد 35
28 اپریل تا 4 مئی 2026ء شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت
● فریداللہ مروت ● محمد رفیق چودھری
● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعدؔ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون:78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون:03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا' یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذاکرات میں تعطل کب تک؟

گزشتہ اداریہ میں ہم نے تحریر کیا تھا کہ جب ندائے خلافت کا شمارہ 15 قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا تو امریکہ اور ایران کے مابین مذاکرات کا دوسرا دور شروع ہو چکا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مذاکرات کے دوسرے دور کے انعقاد اور امریکہ و ایران کے مابین مصالحت کروانے کے لیے پاکستان نے بہت زور لگایا اور شاید ضرورت سے زیادہ ہی لگا دیا۔ وزیراعظم پاکستان نے چار ممالک کا دورہ کیا جبکہ فیلڈ مارشل نے وفاقی وزیر داخلہ کے ساتھ 3 دن ایران میں گزارے۔ ہمارے شمار کے مطابق اس دوران امریکی صدر ٹرمپ نے روزانہ کی بنیاد پر کم از کم 8 مرتبہ اپنا بیان تبدیل کیا۔ کبھی مذاکرات میں شرکت کا وعدہ کیا تو اگلے ہی سانس میں ایران کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی دھمکی دے دی۔ آبنائے ہرمز کا بحری گھیراؤ کر کے ایران کو مزید مجبور کرنے کا عمل بھی شروع کر دیا، جس میں تا حال امریکہ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ ایران کے خلاف مکمل فتح کے پے در پے دعوے بھی کیے اور ساتھ ہی اپنے کئی اعلیٰ فوجی عہدیداروں کو اس بنیاد پر برطرف کر دیا کہ وہ جنگ میں ناکام ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف اسرائیل جنگ بھڑکا کر اور اس میں امریکہ کو ملوث کر کے اب خاموشی سے تماشا دیکھ رہا ہے اور ناجائز صہیونی ریاست کا وزیر دفاع کہتا ہے کہ اُسے جنگ دوبارہ شروع کرنے کے لیے گرین سگنل کا انتظار ہے۔ ایران کے بحری محاصرہ سے چین کو بھی کسی قدر نقصان پہنچا ہے لیکن اتنا نہیں کہ وہ باقاعدہ جنگ میں کود پڑے۔ پاکستان کی اعلیٰ قیادت کو ایران نے مذاکرات میں عدم شرکت کا پیغام دیا اور ہمارے نزدیک صحیح دیا۔ امریکہ، ایران کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ ایسی شرائط پر مذاکرات میں شریک ہو جنہیں اگر ایران مان جائے تو صاف مطلب یہ ہوگا کہ اُس نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ صدر ٹرمپ ایسی صورت میں بنفس نفیس فاتح کے طور پر فتح کے اُس معاہدہ پر دستخط کرنے پاکستان تشریف لانے (یا کم از کم آن لائن شرکت کرنے) کے متمنی ہیں۔ لیکن اپنے ملک میں اُن کی حالت یہ ہے کہ مقبولیت صرف 37 فیصد رہ چکی ہے اور ہر تین میں سے دو امریکی اس جنگ کو 'اسرائیل کی جنگ' قرار دے رہے ہیں۔ اسرائیل کی غزہ، مغربی کنارے اور لبنان پر وحشیانہ جارحیت جاری ہے جبکہ صہیونی آبادکار آئے دن مسجدِ اقصیٰ پر حملے کر رہے ہیں جس میں ناجائز صہیونی ریاستی مشینری اُن کا مکمل ساتھ دیتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں پاکستان کو بھی سوچنا ہوگا کہ کیا وہ ظالم کا ساتھ دے رہا ہے یا مظلوم کا! بظاہر صورتِ حال ایسی ہے کہ مذاکرات کا عمل طول پکڑتا دکھائی دیتا ہے۔ واللہ اعلم! البتہ اسرائیل تو روزِ اوّل سے ہی جنگ جاری رکھنے پر مُصِر ہے تاکہ اُس کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ جلد از جلد مکمل ہو سکے۔ اس موضوع پر آئندہ بھی کلام جاری رہے گا۔ اِن شاء اللہ! اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

محنت اور سرمایہ کے مابین عدل کیسے قائم کیا جائے؟

اُنیسویں صدی کے اواخر میں جب عالم اسلام بلاواسطہ یا بالواسطہ غیروں کے پنجۂ استبداد میں جکڑا ہوا تھا، روس پر زارِ روس کے نام سے بدترین آمریت مسلط تھی۔ البتہ یورپ میں ایک صدی پہلے اگر معاشی سطح پر صنعتی

انقلاب برپا ہو چکا تھا تو سیاسی سطح پر سرمایہ دارانہ نظام کے سائے میں نام نہاد جمہوری طرزِ حکومت قائم ہو چکا تھا۔ ہماری رائے میں سرمایہ دارانہ نظام کو ایک ایسے ہی طرزِ حکومت کی ضرورت تھی جس میں اکثریتی عوام کو صحیح یا غلط طور پر احساسِ شرکت ہو۔ اسی دور سے میڈیا (جو اُس وقت Ministry of propaganda کی شکل میں تھا اور آج بھی ہے) ایک قوت کی حیثیت سے ابھرنا شروع ہوا، جس نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر موجود سرمایہ داروں کے نمائندوں میں ربط پیدا کر دیا، اور مخصوص قوتیں یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گئیں کہ حکومتی طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ اگرچہ عوام نہ اس وقت جان سکے اور شاید نہ آج تک جان سکے ہیں کہ ظاہراً مادر پدر آزاد میڈیا ساری اچھل کود تو سرمائے کی گود میں کرتا ہے۔ بہرحال ہم نے بات کا آغاز کیا تھا اُنیسویں صدی کے اواخر سے جب امریکہ میں ایک ایسا حادثہ ہوا جس نے تقریباً ثلث صدی بعد دنیا کے ایک بڑے حصہ میں سرمایہ، جمہوریت اور میڈیا کو شدید لیکن عارضی چوٹ لگائی۔ ہماری مراد یکم مئی 1886ء کو شکاگو میں مزدوروں کو پیش آنے والے حادثہ سے ہے۔ جرمن فلسفی کارل مارکس نے اس واقعہ سے بہت پہلے اپنی کتاب DasCapital کے ذریعے محنت کو اصل قوت قرار دیتے ہوئے محنت کش کی حکومت کا تصور دیا تھا۔ وہ خود اپنی زندگی میں کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی یہ نظام قائم نہ کر سکا لیکن بہت سے پیروکار اُس کی زندگی میں اور بعد میں پیدا ہوئے جنہوں نے اس فلسفہ کو قبول کر لیا تھا۔ اُدھر یورپ اور امریکہ میں سرمایہ دارانہ جمہوریت بڑی مستحکم ہو چکی تھی اور غیر صنعتی یا پسماندہ دنیا بشمول عالم اسلام پر یورپ کا بلاواسطہ یا بالواسطہ تسلط قائم تھا۔ لہٰذا کارل مارکس کے فلسفہ کے تحت دنیا میں جو شور اُٹھا وہ یورپ اور امریکا کو تو خاص متاثر نہ کر سکا لیکن روس جہاں زارِ روس کے ظلم اور کرپشن نے عوام میں بےزاری اور بےچینی پیدا کی ہوئی تھی، وہاں ولادیمیر لینن نے اسی فلسفہ کو بنیاد بنا کر 1917ء میں بالشویک انقلاب کے ذریعے سیاسی فتح حاصل کر لی۔ شکاگو کے ہلاک شدہ مزدوروں کے خون کو اس انقلاب کے لیے خوب استعمال کیا گیا اور مزدور، محنت کش اور کسان کی حکومت کے نام پر ایک پارٹی کی آمریت مسلط کر دی گئی، جس نے جبر سے مخالفین کی آواز دبا دی۔ میڈیا کو بھی سرکاری پارٹی کے تحت کر دیا گیا، جس کا کام صرف حکومتی کارکردگی پر تعریفیں کرنا تھا۔ مئی کے واقعات یعنی مزدوروں کی تحریک اور 1917ء کا بالشویک انقلاب درحقیقت سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ردعمل تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اشتراکیت کے دعوے داروں نے کیپیٹلزم کے استحصال سے دنیا کو بچانے کی بجائے بدترین 'ریاستی کیپیٹلزم' رائج کر دیا۔ بہرحال سوویت یونین کے گرد ایک آہنی پردہ تان کر اسے دنیا سے الگ تھلگ کر دیا، جس کا کم وبیش ایک فائدہ ضرور ہوا کہ حکومت نے کم از کم ربع صدی بڑی یکسوئی اور محنت سے سائنس اور ٹیکنالوجی کو ترقی دے کر سوویت یونین کو ایک سپر قوت بنا دیا۔ خصوصاً عسکری اور دفاعی سطح پر وہ دوسری قوتوں سے پیچھے نہ رہا۔ اسی لیے دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر عالمی سطح پر ہونے والی بندر بانٹ میں اُسے بڑا حصہ ملا اور مشرقی یورپ میں سوویت یونین کے نظام اور اُس کی برتری کو قبول کر لیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمام بلند بانگ دعوؤں اور پروپیگنڈا کے باوجود مزدور اور محنت کش کو خوشحالی کم اور نعرے اور پُرفریب وعدے زیادہ ملے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ بالشویک انقلاب کے نتیجہ میں بننے والی حکومتوں نے معاشی ترقی اور معاشی وسائل کی عادلانہ تقسیم کی بجائے عسکری قوت میں اضافہ پر ساری توجہ مرکوز کر دی۔ البتہ یورپ اور امریکہ کا صنعت کار اور سرمایہ دار حالات کے تیور پہچان چکا تھا۔ شاطر سرمایہ دار (فرہنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے!) یہ سمجھ گیا تھا کہ سیاسی شعور اجاگر ہو جانے کے بعد معاشی استحصال صرف اسی صورت قائم رکھا جا سکے گا جب خالی نعرے نہیں انسانوں کو سوکھی روٹی کے ساتھ کچھ شیرینی بھی دی جائے۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ کے صنعتی ممالک میں سوشل سیکیورٹی سکیم، مزدوروں کے لیے مفت طبی امداد، اوور ٹائم، بنیادی تعلیم، اولڈ ایج بینیفٹ فنڈ اور بہت سی دوسری 'مراعات' کا اعلان کیا گیا۔ لیکن یورپ کا جن پسماندہ ممالک پر سیاسی اور عسکری تسلط تھا وہاں اُس نے جاگیرداری نظام اور وڈیرہ ازم کے ذریعے divide and rule کی پالیسی اپنا کر اپنا حکومتی سلسلہ کامیابی سے جاری رکھا۔

پاکستان نے 1947ء میں سفید سامراج کے جبر و استبداد سے آزادی حاصل کی تھی لیکن افسوس کہ عوام تک 'دیو استبداد' کی دی ہوئی اس آزادی کے ثمرات نہ پہنچ سکے۔ یہ حال تو متوسط طبقے کا ہے۔ رہی بات مزدور، محنت کش اور کسان کی تو علامہ اقبال نے اپنی یہ التجا اللہ کے حضور بہت پہلے رکھ دی تھی ؎

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

آج پاکستان میں مزدور اور محنت کش طبقہ کے حالات دیکھ کر اس شعر کی تلخی بھی بدقسمت مزدور اور محنت کش کے حالات کی صحیح عکاسی کرتی دکھائی نہیں دیتی۔ استحصال اور ظلم تمام حدیں پھلانگ چکا ہے۔ ملک کی کثیر آبادی ایک وقت کی روٹی کے لیے تن من دھن لگا رہی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

لیکن ظلم بھی ایک حد تک برداشت کیا جا سکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آتش فشاں کا لاوا پھٹ جائے، سرمایہ کار کو مزدور کو اُس کا جائز حق دینا ہوگا۔ البتہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مزدور کو کھلی چھٹی دے دی جائے۔ دونوں کو عدل کا راستہ اختیار کرنا ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ کسی باطل نظام کے زیر سایہ عدل کیسے قائم ہوگا؟ کیونکہ نظامِ عدلِ اجتماعی کے نفاذ کے بغیر عدل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ صرف خالقِ کائنات کا دیا ہوا نظام ہی سرمایہ اور محنت کی کشاکش کو ختم کر سکتا اور حقوق و فرائض میں توازن پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے عطا کردہ نظامِ عدلِ اجتماعی کو قائم کرنے کی توفیق دے، تاکہ کوئی ایک طبقہ بھی دوسرے کا استحصال نہ کر سکے۔ آمین یارب العالمین!

دعا کی فضیلت، ضرورت اور آداب

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 17 اپریل 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ان شاء اللہ ہم سورۃ الاعراف کی آیات 55 اور 56 کا مطالعہ کریں گے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے، یعنی دعا کی فضیلت، ضرورت اور اہمیت بیان ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ دعا کے آداب بھی بتائے گئے ہیں۔ آیت 55 میں فرمایا:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط﴾ ''پکارتے رہا کرو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے۔''

دعا کا ایک ترجمہ مفسرین نے عبادت بھی کیا ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((الدعا ھو العبادہ)) دعا ہی عبادت ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ((الدعا مخ العبادہ)) دعا عبادت کا مغز ہے۔

عبادت کا ایک مفہوم عربی زبان میں تذلل بھی ہے جس کے معنی ہیں بچھ جانا۔ شرعی اعتبار سے بندہ اپنے رب کے سامنے خود کو بچھا دے، محبت، عاجزی اور انکساری کے ساتھ بندہ اپنے رب کے حکم کے سامنے جھک جائے، سرنڈر کر جائے، یہ عبادت ہے۔ جھک جانے کی یہی کیفیت عبادت کا مغز ہے جو بندے کو دعا کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے دعا کو عبادت کا مغز کہا گیا۔ اس لیے ہمارے دین میں اللہ سے مانگنے اور دعا کرنے کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے۔ سورہ مومن میں فرمایا: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط﴾ ''اور تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

یعنی اللہ سے دعا کرنا، اللہ کا حکم بھی ہے۔ امام زین العابدینؒ دعا میں یہ کہتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے اس لیے نہیں مانگتا کہ میں تجھے بتاؤں کہ میری فلاں فلاں حاجت ہے۔ میں کون ہوتا ہوں تجھے بتانے والا؟ تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ میں اس لیے مانگتا ہوں کہ یہ تیرا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کی حاجات سے انسان سے زیادہ واقف ہے۔ سورۃ الملک میں فرمایا:

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط﴾ (الملک:14) ''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟''

وہ چاہے تو بندے کی ہر حاجت پوری کردے مگر وہ چاہتا ہے کہ اُس کے بندے اُسے پکاریں، اس سے مانگیں اور اُسی پر بھروسا کریں۔ یعنی اُسے اپنا رب مانیں۔ اس لیے اپنے رب سے مانگنا چاہیے، دعا کرنا چاہیے۔ جو دعا نہیں کرتا، وہ ایک طرح سے تکبر کرتا ہے۔ اس لیے اس آیت میں آگے فرمایا:

''یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کی بنا پر اعراض کرتے ہیں وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر۔'' (المومن:60)

اللہ سے نہ مانگنا تکبر ہے اور حدیث میں ہم پڑھتے ہیں کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو تو بندہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ رب سے مانگنا گویا رب کی ربوبیت کا اقرار ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا کو پسند کرتا ہے۔ انسان سے کوئی بندہ اگر کوئی دو تین مرتبہ سوال کرے تو انسان غصے میں آجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے جتنی مرتبہ بھی مانگو وہ خوش ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید کے شروع میں بھی دعا ہے جو کہ الحمد شریف کی صورت میں ہم پڑھتے ہیں:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ط﴾ اور

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴾

اسی طرح قرآن مجید کے آخر میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں، وہ بھی دعائیں ہیں۔ گویا قرآن میں شروع سے لے کر آخر تک بندے کو عبادت یعنی بندگی سکھائی گئی ہے، اللہ کے سامنے جھکنا سکھایا گیا ہے، اللہ سے مانگنا سکھایا گیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ وہ رب ہی اس لائق ہے کہ اُس سے مانگا جائے۔ زیرِ مطالعہ آیت سے پچھلی آیت (الاعراف:54) میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے، وہی اس کائنات کا نظام چلانے والا ہے، وہی سورج، چاند، ستاروں کے نظام کو مرتب کرنے والا ہے۔ وہی اللہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کے بعد آیت 55 میں دعا کی فضیلت اور آداب بیان کیے گئے۔

دعا کے آداب

فرمایا: ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط﴾ ''پکارتے رہا کرو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے۔''

رب سے مانگنے کے آداب یہ ہیں کہ اللہ کا بندہ بن کر دعا کی جائے، یعنی اللہ کے سامنے اپنے آپ کو سرنڈر کر کے، اپنے آپ کو عاجز محسوس کرتے ہوئے رب سے التجا کی جائے۔ بندہ عاجز ہے، لاچار ہے، محتاج ہے۔ جیسے سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق میں دعا کرنا سکھایا۔ وہاں یہ الفاظ ہیں: ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾﴾ (بنی اسرائیل) ''اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

جیسے بچہ مجبور اور لاچار ہوتا ہے اور والدین فکرمندی کے ساتھ اُس کی پرورش کرتے ہیں۔ حالانکہ ماں باپ عالم ظاہر میں صرف ذریعہ بنتے ہیں، رب حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر یہاں 'رَبَّيٰنِيْ' کا لفظ ماں باپ کی اُس شفقت کو بیان کرتا ہے جس کے تحت وہ اپنے محتاج بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ اسی طرح رب حقیقی کے سامنے

بندہ عاجز، مجبور اور لاچار ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ 'الصمد' ہے۔ صمد عربی میں بڑی چٹان کو بھی کہتے ہیں جو اپنی جگہ کھڑی رہتی ہے، ڈوبنے والا اس چٹان کا سہارا لیتا ہے۔ یعنی سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ لہٰذا اس سے مانگنے کے آداب میں سے پہلی دو چیزیں یہ ہیں کہ بندہ عاجزی کے ساتھ مانگے اور چپکے چپکے رب کو پکارے۔ عاجزی کا مطلب ہے کہ دل میں اپنی بے بسی کا احساس بھی ہو اور رب کی عظمت کا اقرار بھی ہو۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی دعا اللہ نے ہمیں سکھانے کے لیے نقل فرمائی:

''تو اُس نے دعا کی: پروردگار! جو خیر بھی تو میری جھولی میں ڈال دے' میں اس کا محتاج ہوں۔'' (القصص:24)

یہاں فقیر کے معنی محتاج ہیں۔ اللہ بھی فرماتا ہے:

''اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو' اور اللہ تو الغنی اور الحمید ہے۔'' (فاطر:15)

اللہ کس قدر غنی ہے، اس نے بندے کو کس قدر نعمتیں عطا کر رکھی ہیں۔ اگر سانس رُک جائے، آنکھ کا پردہ نیچے رُک جائے تو اُسے اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر عظیم نعمت چھن گئی، گرمیوں میں مسام بند ہو جائیں تو احساس ہوگا کہ یہ بھی کتنی بڑی نعمت تھی۔ اسی لیے فرمایا: ﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ (الرحمٰن) ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟''

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (سورۃ ابراہیم:34) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔''

انسان اپنے وجود پر غور کرے، اربوں، کھربوں نعمتیں اس وجود میں رکھی ہیں، آج سائنسدان صرف ایک ایک جُز پر ریسرچ کر کے حیران ہیں کہ اللہ نے کیا شاہکار بنایا ہے۔ پورے انسانی وجود میں کس قدر نعمتیں ہوں گی؟ جس قدر ان نعمتوں کا احساس ہوگا، اُتنا ہی رب کی عظمت اور بزرگی کا اقرار ہوگا۔ اسی قدر اُس عظیم رب کے سامنے اپنے فقیر ہونے اور عاجز ہونے کا احساس ہوگا۔ اس احساس کے ساتھ رب سے مانگا جائے۔ جتنا رب سے مانگے گا، اُتنا ہی رب خوش ہوگا۔ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ مسلم شریف کی روایت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ یا عبادی کہہ کر کے اپنے بندوں سے مخاطب ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! تم سب کے سب انسان اور سب کے سب جنات ایک چٹیل میدان میں کھڑے ہو جاؤ اور سب کے سب مجھ سے مانگو اور سب کچھ مانگو اور میں سب کو سب کچھ عطا کر دوں تو تب بھی میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اتنا بھی فرق نہیں پڑے گا جتنا سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے سمندر کو پڑتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں، کمی ہمارے مانگنے میں ہے۔ کمی مانگنے کے آداب میں ہے۔ فرمایا:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ ''پکارتے رہا کرو اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے۔''

خفیہ کا لفظ ہم اُردو میں بھی استعمال کرتے ہیں جس کے معنی ہیں پوشیدہ رہ کر۔ دعا ہم مجلس میں بھی مانگ سکتے ہیں لیکن تنہائی میں انفرادی طور پر اپنے رب سے مانگنا بھی رب کو پسند ہے۔ یہاں بندہ براہ راست رب سے مخاطب ہو کر اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے اور اپنی بے بسی کا اظہار کرتا ہے۔ جیسے زکریا علیہ السلام کا ذکر قرآن میں آیا ہے:

''جب اُس نے پکارا اپنے رب کو چپکے چپکے۔ اُس نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! بلاشبہ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا سر بھڑک اُٹھا ہے بڑھاپے سے' اور اے میرے پروردگار! میں تجھے پکار کر کبھی بھی نامراد نہیں رہا اور مجھے اندیشہ ہے اپنے بھائی بندوں سے اپنے بعد' اور میری بیوی بانجھ ہے' تو تو مجھے خاص اپنے پاس سے ایک ولی عطا کر۔'' (سورۃ مریم:3 تا 5)

اللہ علی کل شی قدیر ہے۔ اُس نے اس حال میں بھی حضرت زکریا کی دعا کو قبول کیا اور انہیں یحییٰ عطا فرمائے۔ مفسرین نے اس پر کلام کیا کہ چپکے چپکے مانگنے میں دکھاوا نہیں آتا، بندہ اپنے رب سے توجہ کے ساتھ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی فریاد کو کبھی بھی رد نہیں کرتا۔ البتہ وہ اپنے بندے کے لیے جو پسند فرماتا ہے وہ عطا کرتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ ''یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (الاعراف:55)

دعا کا بنیادی تقاضا ہی یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنڈر کر دے اور اس کے احکامات اور مقرر کی ہوئی حدود کو مانے۔ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود سے گزرنا سرکشی اور بغاوت ہے اور اسے رب پسند نہیں کرتا۔ لفظ مُعْتَدِيْن اعتدال سے ہٹنے والوں کے لیے آیا۔ دعا کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ بندہ دعا کرتے ہوئے اعتدال پر قائم رہے۔ مفسرین کے نزدیک اس سے مراد یہ بھی ہے کہ بندہ دعا کرتے ہوئے کسی کا ناحق بُرا نہ چاہے، کسی کا ناحق نقصان نہ چاہے، ناجائز کی خواہش نہ کرے۔ اسی طرح جہاں انفرادی سطح پر چپکے چپکے رب سے مانگنا پسندیدہ عمل ہے تو وہیں انفرادی سطح پر بلاضرورت آواز بلند کرنا بھی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ تاہم اجتماعی سطح پر بلند آواز میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ جمعہ وعیدین کے خطبے میں علماء اجتماعی دعا کرتے ہیں یا حج کے موقع پر اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسجد میں کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی تلاوت کر رہا ہے، کوئی چپکے چپکے رب سے مانگ رہے لیکن ایک شخص بلند آواز میں مانگنا شروع کر دے تو وہ بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس میں دکھاوے کا عنصر بھی آ سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں حد سے تجاوز کرنا شمار ہوں گی۔ آگے فرمایا: ﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ (الاعراف:56) ''اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت مچاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے جب اس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا تو وہ پہلے انسان بھی تھے، پہلے نبی بھی تھے، پہلے خلیفہ بھی تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے دن سے ہی انسان کی اصلاح کا معاملہ بھی شروع کر دیا تھا۔ سورۃ البقرہ میں ذکر ہے:

''تو جب بھی آئے تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت' تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے اُن کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔'' (آیت:38)

جب نسل آدم نے اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت سے انحراف کیا تو فساد وہیں سے شروع ہو گیا۔ پھر بھی ہر دور میں لوگوں کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے، آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ یہ سلسلہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب قرآن مجید پر آ کر مکمل ہوا۔ اب قرآن وسنت ہی ہمارے لیے راہ ہدایت ہیں جن کے ذریعے اصلاح معاشرہ کا کام ہو سکتا ہے۔ اس کی مخالفت کرنا، اس کے حصول میں رکاوٹیں ڈالنا بھی فساد ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں منافقین کے بارے میں فرمایا کہ سب سے بڑے فسادی یہ لوگ ہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ اسی طرح آج بھی اسلام کے نظام کی راہ میں جو رکاوٹیں ڈالتے ہیں وہ بھی فسادی شمار ہوں گے۔ ایسے لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ دعا کی قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں شرط بھی بتادی:

''اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) میں قریب ہوں۔ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی (اور جہاں بھی) وہ مجھے پکارے' پس انہیں

چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں' تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں۔'' (البقرہ:186)

دعا کی قبولیت کی گارنٹی اللہ کی طرف سے ہے مگر شرط یہ ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کا حکم مانتا ہو۔ گویا اللہ کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو تمہیں نافرمانی اور گناہ کے کام چھوڑنا ہوں گے۔ سرکشی اور بغاوت کا راستہ ترک کرنا ہوگا۔ احادیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا، حرام خوری کرنے والا، گناہ اور ظلم کرنے والا جب تک توبہ نہ کرے دعا قبول نہیں ہوتی۔ مسلم شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ایک بندہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر اور گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہا تھا، اس کا چہرہ، بال اور لباس گرد آلود تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ طویل سفر کر کے کعبہ میں دعا مانگنے آیا تھا لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو جس کا کھانا، پینا، لباس وغیرہ سب حرام کا ہو۔'' حرام کمانا بھی فساد ہی ہے کیونکہ اس صورت میں بندہ کسی کا حق مارتا ہے، کسی پر ظلم کرتا ہے۔ لہٰذا فسادی لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط﴾ ''اور اللہ کو پکارا کرو خوف اور اُمید کے ساتھ۔'' (الاعراف:56)

یہاں بھی دعا کے دو آداب بیان ہوئے ہیں۔ ایک مشہور روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ((الایمان بین الخوف والرجا)) ''ایمان خوف اور اُمید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔'' دعا میں یہ دونوں کیفیات شامل ہونی چاہئیں۔ نہ تو بندہ بالکل مایوس ہو جائے اور نہ ہی گمان میں چلا جائے، جیسے شیطان بندے کو اُکساتا ہے کہ مزید گناہ کر لو، پھر توبہ کر لینا۔ اس طرح بندہ کبھی اپنی اصلاح نہیں کر سکے گا۔ اس کے برعکس بندے کو حقیقت پسند ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی دونوں صفات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ وہ غفور و رحیم بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (الحجر) ''(اے نبی ﷺ!) میرے بندوں کو بتا دیجیے کہ میں یقیناً بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہوں۔'' پھر اگلی ہی آیت میں یہ بھی فرمایا: ﴿وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ (الحجر) ''اور یہ کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک عذاب ہے۔''

لہٰذا بندہ اپنے رب سے اس کیفیت میں دعا کرے کہ اُس کے دل میں اللہ کی پکڑ کا خوف بھی ہو اور اس کی رحمت کی اُمید بھی ہو۔ ایک نوجوان صحابی ؓ قریب المرگ تھے، آپ ﷺ نے اُنؓ کی کیفیت کے بارے میں پوچھا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ڈرتا ہوں کہ اللہ پکڑ نہ فرما لے مگر اُمید بھی ہے کہ وہ رحمت کا معاملہ فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی یہ دونوں کیفیات بیک وقت ہوں، اللہ اُس کو بچا لے گا اُس چیز سے جس کا اُسے ڈر ہے اور وہ عطا کرے گا جس کی اُسے اُمید ہے۔'' لہٰذا دعا مانگتے وقت بندے کے دل میں یہ خوف بھی ہو کہ میری نافرمانیوں، میرے گناہوں کی وجہ سے اللہ کہیں میری دعا کو رد نہ کر دے اور یہ اُمید بھی ہو کہ اللہ بخش دے گا۔ حدیث میں ذکر ہے کہ جس کو دعا کی توفیق مل گئی اس کے لیے رحمت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ البتہ دعا کی قبولیت کی کیفیات مختلف ہو سکتی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ بندے کی دعا کو قبول فرماتا ہے جب تک کہ وہ گناہ نہ کرے، قطع رحمی نہ کرے اور جلد بازی نہ کرے۔ جلد بازی سے مراد مایوسی بھی ہے کہ جو مانگا وہ نہیں ملا۔ حالانکہ اگر فوری دعا قبول نہ ہو تو بندے کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی حکمت کامل ہے، وہ اپنے بندے کے لیے جو پسند فرماتا ہے، عطا فرماتا ہے۔ بعض اوقات بچے ایسی ضد کر بیٹھتے ہیں جو اُن کے لیے مفید نہیں ہوتی تو والدین بھی اُن کی ضد پوری نہیں کرتے۔ اللہ تو سب سے بہتر جاننے والا ہے۔ فرمایا:

''اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو درآنحالیکہ وہی تمہارے لیے بری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے' تم نہیں جانتے۔'' (البقرۃ:216)

حدیث میں ہے کہ بندہ دعا کرتا ہے، اللہ اپنی حکمت کے مطابق مناسب سمجھے گا تو اُس کو عطا فرمائے گا، نہیں تو اُس کے بدلے میں کوئی مصیبت دور کر دے گا۔ جیسے صدقے سے اللہ کا غضب دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دعا بھی بعض اوقات تقدیر کے فیصلے کو بدل سکتی ہے۔ تیسری صورت یہ بھی ہے کہ دنیا میں دعا قبول نہ ہو تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کا اجر عطا فرما دے گا۔ حدیث میں ہے کہ بندہ جب اُس اجر کو دیکھے گا تو کہے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا: ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ کی رحمت اہل احسان بندوں کے بہت ہی قریب ہے۔''

محسنین سے مراد احسان کرنے والے ہیں اور احسان کے بارے میں حدیث جبریل میں ہم پڑھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے ہو تو یہ احساس رکھو کہ وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' (صحیح مسلم)

جب یہ کیفیت پیدا ہوگی تو عمل میں حسن پیدا ہوگا۔

اسی کی دعا ہم ہر فرض نماز کے بعد کرتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) اے اللہ! تو اپنی یاد (ذکر) پر، اپنے شکر پر اور بہترین طریقے سے اپنی عبادت بجالانے پر میری مدد فرما۔

دنیا کے حصول کے لیے ہم اپنی پوری قوت اور جان لگا دیتے ہیں، دن رات ایک کر دیتے ہیں، اللہ کہتا ہے کہ اتنی محنت اور کوشش اپنی آخرت کے لیے کرو، یعنی اللہ کی صرف بندگی نہیں حسن بندگی کی طرف آؤ، محض اعمال نہیں بلکہ حسن اعمال کی طرف آؤ۔ ایسے لوگ ہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہوں گے۔

دعا کے آداب میں کچھ اور باتیں بھی احادیث میں بیان ہوئی ہیں، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب دعا کرو تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کرو، اس کی بزرگی اور بڑائی کا اعلان کرو، اوّل و آخر میں درود شریف کا اہتمام کرو۔

آج ہم طرح طرح کے مسائل کا شکار ہیں اور ان مسائل کے حل کے لیے لاکھوں روپے خرچ کر کے ماہرین سے مشورے کرتے ہیں، اب تو کوچنگ کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا لیکن مسائل ہیں کہ حل نہیں ہو رہے، ہم کہتے ہیں کہ دنیا جہاں والوں سے Consultation لے لی، ذرا اپنے خالق اور مالک رب کے سامنے بھی گڑگڑا کر دیکھو، اللہ سے بھی مشورہ کر کے دیکھ لو۔ وہ غفور و رحیم ہے اور بہت تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے، دو آنسو بہاؤ، اپنے گناہوں کا اعتراف کرو، آئندہ کے لیے سچے دل سے توبہ کرو تو وہ نہ صرف معاف کرتا ہے بلکہ بندے کی دعا بھی قبول کرتا ہے۔ کیا آج ہمیں اس بات پر یقین ہے؟ کیا ہم 24 گھنٹوں میں ایک مرتبہ بھی اپنے رب سے دعا کرتے ہیں؟ سمارٹ فون کی سکرین پر تو چھ چھ گھنٹے گزر جاتے ہیں، کیا اللہ کے ذکر، استغفار اور دعا کا بھی خیال آتا ہے؟ پہلے کم از کم جمعہ کے دن گھر میں بیان ہوتا تھا، سورۃ الکہف کی تلاوت ہو جاتی تھی، درود شریف کا ورد ہو جاتا تھا اب وہ بھی نہیں رہا۔ سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا میں کوئی کمی نہیں، ہمارے اعمال اور ہماری دعاؤں میں کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دعا کے آداب سیکھنے اور اُن کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والا بنا دے۔ آمین!

امریکہ کی پیوٹ ٹو ایشیا پالیسی کے تحت مشرق وسطیٰ نئی جنگوں کا مرکز بن چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ امریکہ مذاکرات میں سنجیدہ نہیں ہے بلکہ اس بہانے وہ خطے میں اپنا تسلط اور طاقت بڑھا رہا ہے تاکہ آنے والی جنگوں کی تیاری کر سکے: رضاء الحق

بورڈ آف پیس پر دستخط کرتے وقت پاکستانی قوم کو یہ بتایا گیا تھا کہ اس طرح ہم فلسطین میں رہ کر مظلوم فلسطینیوں کی مدد کر سکیں گے اور وہاں قیامِ امن کے لیے اثر انداز ہو سکیں گے لیکن 6 ماہ ہو گئے فلسطینیوں پر مسلسل بم برس رہے ہیں: بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد

امریکہ ایران مذاکرات میں تعطل: وجوہات اور خدشات

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: اسلام آباد میں جاری امریکہ ایران مذاکرات ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو گئے ہیں کیونکہ ایران کا کہنا ہے کہ امریکہ نے آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی کر رکھی ہے، پوری دنیا کے جہاز وہاں سے گزر رہے ہیں لیکن ایرانی جہازوں کو نہیں گزرنے دیا جا رہا، دو ایرانی جہاز امریکہ نے قبضے میں بھی لے لیے ہیں اور ایسی صورتحال میں ایران مذاکرات نہیں کرے گا۔ آپ کے خیال میں کیا ایران کا فیصلہ معقول ہے؟

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: یہ جنگ شروع ہونے سے قبل ٹرمپ نے آبنائے ہرمز پر ایران کے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اعلانیہ کہا تھا کہ امریکہ آبنائے ہرمز کا نظام اپنے ہاتھ میں لے گا۔ جب پاکستان کی ثالثی کی بدولت جنگ بندی ہوئی تو ایران نے خیر سگالی کے طور پر آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی ختم کرنے کا اعلان کیا لیکن دوسری طرف امریکہ نے مذاکرات شروع ہونے سے پہلے ہی آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے ایران ناکہ بندی ختم کرنے کے اعلان پر مکمل طور پر عمل نہیں کر سکا۔ کیونکہ یہ صرف ایران کی ذمہ داری نہیں تھی بلکہ امریکہ کی بھی ذمہ داری تھی کہ وہ آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی ختم کر دیتا۔ اگر پاسداران انقلاب کی جانب سے جنگ بندی کی خلاف ورزی ہو رہی تھی تو امریکہ کو اس کی نشاندہی کرنی چاہیے تھی تاکہ پاکستان ثالث کی حیثیت سے ایران کو پابند کرتا لیکن امریکہ نے خود آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی جاری رکھی۔ اسی طرح لبنان اور غزہ پر بھی اسرائیلی حملے جاری رہے۔ امریکی وفد نے اسلام آباد آتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ ہم نیک نیتی کے ساتھ مذاکرات میں شامل ہو رہے ہیں لیکن وہ نیک نیتی لبنان میں نظر نہیں آئی۔ جب پاکستانی وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ مذاکرات کے لیے لبنان میں بھی جنگ بندی ہوگی تو امریکہ نے فوراً کہہ دیا کہ آپ کو شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ہم نے ایسا نہیں کہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان نے بھی بورڈ آف پیس پر یہ کہہ کر دستخط کیے تھے کہ ہم کہیں فلسطین کے معاملے سے باہر نہ ہو جائیں اس لیے دستخط کر رہے ہیں تاکہ وہاں اثر انداز ہو سکیں اور مظلوموں کی مدد کر سکیں لیکن اس کے بعد 6 ماہ ہو گئے ہیں، ایک دن بھی خیر کا نہیں گزرا، روزانہ مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، فلسطینیوں پر بم برس رہے ہیں، حال ہی میں اسرائیل نے ایک سکول پر حملہ کر کے معصوم بچوں کو شہید کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بورڈ آف پیس پر دستخط کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: جنگ بندی کے بعد ایرانی وزیر خارجہ نے اعلان کیا تھا کہ ہم آبنائے ہرمز تمام ممالک کے لیے کھول رہے ہیں لیکن اگلے ہی دن پاسداران انقلاب نے آبنائے ہرمز دوبارہ بند کر دی۔ کیا ایران کا یہ فیصلہ بدل لینا مذاکرات کی ناکامی کی اصل وجہ ہے یا کچھ اور وجہ ہے؟

رضاء الحق: مذاکرات میں تعطل کی بہت سی وجوہات ہیں، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے لیکن یہ معمولی وجہ ہے۔ ایک بڑی وجہ امریکہ کا یہ اعلان تھا کہ امریکہ آبنائے ہرمز کا کنٹرول وہ خود سنبھالے گا۔ جیسے ہی ایران نے آبنائے ہرمز کو کھولا تو امریکہ کے جنگی بحری بیڑے آبنائے ہرمز پر قبضہ کرنے کے لیے حرکت میں آ گئے۔ ان حالات میں ایران کے پاس کوئی اور راستہ بھی نہ تھا۔ یہ جنگ اسرائیل کی وجہ سے ہی شروع ہوئی ہے۔ حال ہی میں یہ خبر بھی آئی ہے کہ صہیونی آبادکاروں نے مسجد اقصیٰ پر حملہ کیا ہے اور اسرائیل کا جھنڈا وہاں گاڑ دیا ہے۔ غزہ میں بھی مسلسل نسل کشی جاری ہے۔ لبنان پر بھی بمباری جاری ہے۔ حالانکہ جنگ بندی معاہدہ میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ لبنان میں بھی جنگ بند ہوگی۔ امریکہ چونکہ اسرائیل کی ہی جنگ لڑ رہا ہے لہٰذا وہ کسی معاہدے کی پاسداری نہیں کر رہا بلکہ نئے نئے بہانے تراش رہا ہے۔ حالیہ دنوں میں اسرائیلی انٹیلی جنس نے 8 ایرانی لبرل خواتین کی تصاویر کہیں سے نکال کر عام کر دیں اور خبر پھیلائی کہ ایرانی حکومت ان خواتین کو پھانسی دے رہی ہے۔ حالانکہ ایرانی عدلیہ نے واضح کہہ دیا ہے کہ ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ انٹرنیشنل فورم پر بھی خبر کی تصدیق نہیں ہوئی لیکن ٹرمپ کا بیان آ گیا کہ ایران اگر ان خواتین کو رہا کر دے تو مذاکرات کا نیا دور شروع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود امریکہ نے ایران پر حملہ کر کے سکول کی بچیوں کو شہید کیا اور اب بھی اعلانیہ کہہ رہا ہے کہ میں ایران کے پُلوں اور سکولوں کو بھی اُڑا دوں گا، توانائی کے ریسورسز بھی اُڑا دوں گا۔ کیا یہ سب امریکہ کے جنگی جرائم کے ثبوت نہیں ہیں؟ دراصل اسرائیل امریکہ کے ذریعے جنگ کو پھیلانا چاہتا ہے۔ اب I2U2 عسکری اتحاد کو بھی متحرک کرنے کی بات ہو رہی ہے جس میں امریکہ، اسرائیل، بھارت اور UAE شامل ہیں۔ خدشہ ہے کہ متحدہ عرب امارات کو سعودی عرب کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی فوج سعودی عرب میں جا کر چند اڈے سنبھال چکی ہے۔ اس کا ایک مقصد تو حرمین شریفین کی حفاظت کرنا ہے، دوسرا اسرائیل کے شر سے سعودی عرب کو بچانا بھی ہے۔ یہ شر کہیں سے بھی پھیل سکتا ہے۔ ایران کے خلاف جنگ اسی لیے شروع کی گئی ہے تاکہ اس کے بعد وہ پاکستان کی طرف بھی آئیں۔

سوال: جب سے امریکہ ایران جنگ شروع ہوئی ہے پاکستان شروع دن سے اس جنگ کو رکوانے کی کوشش میں

ہے۔اس وجہ سے پاکستان کی پوری دنیا میں بہت پزیرائی بھی ہوئی ہے، یہاں تک کہ ٹائم میگزین کے سرورق پر فیلڈ مارشل اور شہباز شریف کی تصویر اس کیپشن کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ انہوں نے تیسری عالمی جنگ کو روکا ہے۔آپ کے خیال میں کیا پاکستان کی یہ کوششیں کامیاب ہوسکیں گی؟

بریگیڈیئر(ر)جاوید احمد: یہ واقعی تاریخ کا ایک بہت اہم موڑ ہے۔اس وقت دنیا میں اس جنگ کے فریقین کے مابین مصالحت کرانے کے لیے شاید ہی پاکستان سے زیادہ موزوں کوئی ملک ہو۔تاہم میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو یہ کوشش بہت پہلے شروع کردینی چاہیے تھی جب ایران پر حملے کی منصوبہ بندی کی جارہی تھی اُس وقت پاکستانی وزیراعظم کابینہ کا اجلاس بلاتے اور امریکہ اور ایران کو میز پر لانے کی کوشش کرتے اور یہ کام پاکستان کرسکتا تھا۔بہرحال اگر وہ نہیں ہوسکا تو جہاں پر اب ہم پہنچے ہیں اس سے آگے اپنی بہترین کوشش کریں۔ فیلڈ مارشل تین روزہ دورے پر ایران گئے ، ہمارے وزیراعظم سعودی عرب اور ترکیہ کے دورے پر گئے۔بہتر تھا کہ فیلڈ مارشل ایران سے اور وزیراعظم ترکیہ سے واپس اسلام آباد آنے کی بجائے واشنگٹن جاتے اور ٹرمپ انتظامیہ کو بھی سمجھاتے۔ایران نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ امریکہ کی شرائط پر ہم مذاکرات کر ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ مکمل سرنڈر کے مترادف ہے۔ثالث کی حیثیت سے پاکستان ان شرائط میں تبدیلی کرواسکتا تھا۔ابھی بھی وقت ہے کہ امریکہ کو موثر طریقے سے بتایا جائے کہ شرائط میں تبدیلی کے بغیر بات آگے نہیں بڑھ سکتی۔اگر امریکہ اپنے موقف میں تبدیلی کے لیے تیار نہیں ہے تو ہم ایران کو کیسے قائل کرسکتے ہیں۔یہ پاکستان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین موقع دیا ہے۔ہماری لیڈرشپ میں اہلیت ہے مگر ہمارے پاس امریکن لنک والے سکالرز کی بھی کوئی کمی نہیں ہے،انہیں بھی اس پراسس میں شامل کرنا چاہیے۔جتنا وقت ہم نے ایران کو سمجھانے میں لگایا ہے اس سے زیادہ محنت امریکہ پر کرنی پڑے گی کیونکہ سٹیو وٹ کاف اور جیرڈ کشنر جیسے صہیونی نواز لوگوں پر بھروسا نہیں کیا جاسکتا۔

سوال: NPT کیا ہے،اس کی شرائط اور مقاصد کیا ہیں اور کیا ایران کو NPT کے تحت یورینیم افزودگی کا جو حق حاصل ہے اُس سے اُسے دستبردار ہوجانا چاہیے یا اپنے حق پر ڈٹ جانا چاہیے؟

رضاء الحق: Non-Proliferation of Nuclear Weapons Treaty (NPT) کے تحت اجازت ہوتی ہے کہ کوئی ملک اپنی توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یورینیم کو ایک خاص حد تک افزودہ کرسکتا ہے۔2015ء میں جو JCPOA کا معاہدہ ہوا تھا اُس کے تحت یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ ایران ایٹم بم بنانے کے لیے یورینیم کی افزودگی نہیں کرے گا۔اس کے لیے 90 فیصد افزودہ یورینیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن JCPOA کے تحت طے ہوا تھا کہ ایران 3.67 فیصد سے زیادہ یورینیم افزودگی نہیں کرے گا۔لیکن جب

> **امریکہ ایران کو مذاکرات میں اُلجھا کر خود اُس کی ناکہ بندی کر رہا ہے تاکہ ایران مکمل طور پر سرنڈر کردے اور پورے خطے پر اسرائیل کا کنٹرول ہوجائے۔**

ایران نے دیکھا کہ اسی خطے میں اسرائیل یورینیم کی افزودگی 90 فیصد تک بڑھا کر ایٹمی ہتھیار بنا رہا ہے اور IAEA اس کو نہیں روک رہا اور نہ کوئی اعتراض کررہا ہے تو اس نے بھی یورینیم کی افزودگی بڑھادی۔ایران نے اس دہرے معیار پر اعتراض بھی کیا لیکن اس کے باوجود اس پر پابندیاں لگادی گئیں۔دراصل اسرائیل نہیں چاہتا کہ خطے میں ایک اور مسلم ملک ایٹمی قوت بن کر اس کے راستے میں مزید رکاوٹ بنے۔نتین یاہو پاکستان کے حوالے سے بھی کہہ چکا ہے کہ ہم پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنا چاہتے ہیں۔1967ء میں ہی بن گوریان نے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہمارے لیے سب سے بڑا خطرہ پاکستان ہے۔حالانکہ اس وقت پاکستان ایٹمی قوت بھی نہیں بنا تھا۔ایران کے بعد اگلا نشانہ پاکستان ہوگا، پھر چین بھی نشانہ بنے گا اور یہ اُن کا منصوبہ ہے لیکن ہوگا وہ جو اللہ چاہے گا۔بہرحال اس وقت بھی سب سے زیادہ چینی جہازوں کو روکا جارہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ایران، پاکستان اور چین کو مل کر اس صورتحال کا مقابلہ کرنا چاہیے اور صاف بات یہ ہے کہ ایران کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ایٹمی قوت بن جائے۔

سوال: ایران کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ امریکہ مذاکرات کے لیے سنجیدہ نہیں ہے بلکہ اس بہانے وقت حاصل کررہا ہے۔کیا ایران کا موقف درست ہے اور امریکہ کے اصل مقاصد کیا ہیں؟

بریگیڈیئر(ر)جاوید احمد: جب امریکہ کا صدر خود یہ کہہ رہا ہے کہ ہم ایران کو مزید وقت دے رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خود بھی وقت حاصل کررہا ہے لیکن اس کا مقصد قیام امن نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ ایک طرف مذاکرات کا کہتا ہے اور دوسری طرف خود آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی بھی کررہا ہے۔وہ بحیرہ عرب میں اپنا کنٹرول مسلسل بڑھا رہا ہے اور دو ایرانی جہاز بھی قبضے میں لے رکھے ہیں۔پھر چاہ بہار سمیت ایرانی پورٹس کو بھی بلاک کردیا ہے۔یہ ساری چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ امریکہ مذاکرات میں سنجیدہ نہیں ہے بلکہ وہ ایران کی مکمل ناکہ بندی کررہا ہے تاکہ ایران سرنڈر کردے۔یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے جو شرائط پیش کی ہیں وہ سرنڈر کی شرائط ہیں۔ثالث کی حیثیت سے پاکستان کے شان شایان نہیں ہے کہ وہ ایران کو سرنڈر پر مجبور کرے۔

سوال: ایران کا موقف یہ ہے کہ امریکہ نے مذاکرات کے لیے جو شرائط پیش کی ہیں اُن کو تسلیم کرنا ایران کے سرنڈر کے مترادف ہے، ایسی شرائط پر ایران مذاکرات نہیں کرے گا۔کیا ایران کا یہ سخت موقف خطے کی صورتحال کے حوالے سے فائدہ مند ہے؟

رضاء الحق: خطے کے حوالے سے تو سب سے فائدہ مند چیز امن ہے لیکن اسرائیل اس خطے میں امن نہیں جنگ چاہتا ہے تاکہ گریٹر اسرائیل کا ابلیسی منصوبہ مکمل ہوسکے۔پہلے عرب اسرائیل جنگیں شروع ہوئیں پھر امریکہ بھی کود پڑا اور خلیج کی جنگ میں عراق کو تباہ کردیا۔ 2001ء میں افغانستان اور 2003ء میں دوبارہ عراق پر حملہ کیا۔پھر لیبیا، شام، الجزائر، لبنان اور یمن سے بھی امن رخصت ہوگیا۔2012ء میں پیوٹ ٹو ایشیا پالیسی کے تحت اوبامہ نے اعلان کردیا کہ اب جنگوں کا محور ایشیاء ہوگا۔کیونکہ ایشیاء میں چین اور روس دو بڑی قوتوں کی صورت میں امریکہ کے لیے خطرہ بڑھ رہا تھا۔روس کو یوکرائن کے راستے بھی گھیرنے کی کوشش کی گئی۔امریکہ کے حالیہ موقف جو کہ گزشتہ 5 برس کی امریکی ڈیفنس رپورٹس میں واضح ہے کے مطابق بھی چین، روس، پاکستان، شمالی کوریا کے میزائل پروگرام امریکہ کے لیے خطرہ ہیں۔حالانکہ بھارت اور اسرائیل کو کوئی خطرہ قرار نہیں دے رہا جو مسلمانوں کی نسل کشی کررہے ہیں۔اصل امن کے دشمن تو وہ ہیں۔امریکہ کے مذاکراتی وفد میں یہودی جیرڈ کشنر اور صہیونی وٹکوف اسرائیل کے ہی نمائندے ہیں۔جیرڈ کشنر نے ہی ابراہم اکارڈز اور ڈیل آف دی سنچری جیسے معاہدے کروائے جن سے صرف اسرائیل کو فائدہ پہنچا ہے۔ٹرمپ جنگیں ختم کرنے اور دنیا

میں امن قائم کرنے کے وعدے کے ساتھ منتخب ہوکر آیا تھا لیکن آتے ہی ڈیپارٹمنٹ آف ڈیفینس کو ڈیپارٹمنٹ آف وار بنا دیا۔ ثابت ہوا کہ وہ محض جنگیں کروانے آیا تھا اور وہی کام وہ کر رہا ہے۔ وہ جس طرح سے ایران پر دباؤ بڑھا رہا ہے کہ اپنا نیوکلیئر پروگرام ختم کردو، ایران میں امریکہ کی مرضی کی حکومت ہو، پاسداران انقلاب کو بھی ختم کردو اور ہماری مرضی کی فوج بناؤ، آبنائے ہرمز بھی ہمارے کنٹرول میں ہو، امریکہ کی 15 شرائط کے پس پردہ یہ ساری باتیں شامل ہیں، اس کا مطلب ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ایران مکمل طور پر سرنڈر کردے، شاہ کا بیٹا ایران کا بادشاہ بن جائے جو امریکہ اور اسرائیل کو خوش آمدید کہے اور اُن کی مکمل معاونت کرے تو پھر یہ جنگ بند ہوسکتی ہے۔

سوال: پاکستان اس وقت بڑی غیر جانبداری کے ساتھ خطے میں قیامِ امن کی کوششوں میں مصروف ہے۔ پاکستان کے اس کردار کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں، پاکستان کی ان کوششوں کا حاصل کیا ہوگا؟

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: پاکستان نے اس جنگ میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ پاکستانی سیاسی اور عسکری قیادت نے امن قائم کرنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ بہت جرأت مندانہ ہیں لیکن مصالحت کار کا کردار صرف یہ نہیں ہوتا کہ میز سجا دیا اور کرسیاں لگادیں بلکہ مصالحت کار کا اپنا بھی ایک کردار ہوتا ہے جو تاریخ میں لکھا جاتا ہے کہ اس نے سچ کا ساتھ دیا یا پھر بزدلی کا مظاہرہ کیا۔ میرے خیال میں پاکستان کے پاس ابھی بھی موقع ہے، اس کے پاس بہترین ڈپلومیٹس اور انٹلیکچولز ہیں جو امریکہ میں اپنا اثر رکھتے ہیں، اُن کی خدمات بھی حاصل کی جانی چاہئیں۔ ایک مضبوط اور بااثر وفد امریکہ جائے اور امریکی پالیسی سازوں سے ملے۔ پاکستان صرف ایران کے لیے کردار ادا نہیں کر رہا بلکہ پوری اُمت مسلمہ کے لیے کر رہا ہے۔ اگر ایران کو شکست ہوتی ہے تو پوری اُمت کو مزید نقصان پہنچے گا، پھر پاکستان بھی نشانے پر ہوگا، لہٰذا پاکستان کو ہر صورت میں اپنا بہترین کردار ادا کرنا چاہیے۔

سوال: امریکہ اس وقت ظالم کا ساتھی بنا ہوا ہے اور ہم اتفاق سے اور خوش قسمتی سے مظلوم کے ساتھی ہیں۔ ہمارے سامنے صلح حدیبیہ کی مثال بھی موجود ہے، اگر حالات کے پیش نظر ہم امن کی خاطر اور اپنے اصولی موقف پر قائم رہتے ہوئے تھوڑا دب کر بھی صلح کرلیں تو کیا یہ اُمت کے مفاد میں نہیں ہوگا؟

بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: صلح حدیبیہ میں بظاہر کفار کو اپنی جیت محسوس ہوئی تھی کیونکہ کچھ شارٹ ٹرم فوائد اُن کو حاصل ہوئے تھے لیکن اس کے لانگ ٹرم فائدے مسلمانوں کو حاصل ہوئے۔ اس معاہدے کے ذریعے جو امن قائم ہوا اس کے نتیجے میں اسلام پھیلا اور مسلمان پہلے سے زیادہ مضبوط ہوگئے تاہم ایک فرق ہے کہ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں پر ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی گئی تھی کہ آپ نے اسلحہ نہیں بنانا، جبکہ آج امریکہ ایران پر پابندی لگا رہا ہے کہ تم نے ایٹم بم نہیں بنانا۔ اس طرح ایران کے نیشنل پوٹینشل کو کم کرنا اور ریسرچ ورک کو کاٹ دینا اگر کفار کی شرائط میں شامل ہو تو انہیں تسلیم کرنے کی اجازت نہ قرآن دیتا ہے اور نہ ہی سنت میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے بلکہ قرآن تو اس کے الٹ کہتا ہے:

''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے' (تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈرا سکو اور کچھ دوسروں کو (بھی) جو ان کے علاوہ ہیں' تم انہیں نہیں جانتے' اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب پورا پورا تمہیں دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔'' (الانفال:60)

اس میں مسلمانوں کے لیے کئی ہدایات ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ دشمن کے مقابلے کے لیے اپنی پوری تیاری کرکے رکھو تاکہ ان کے دلوں میں تمہارا رعب بیٹھا رہے۔ اللہ کہتا ہے کہ کچھ ایسے بھی تمہارے دشمن ہیں جن کو تم نہیں جانتے۔ ہم نے بھارت سے مقابلے کے لیے اپنی اچھی تیاری کی اور مئی 2025ء کی جنگ میں بھارت کو ذلت اُٹھانی پڑی، اس کی وجہ سے بھارت کی خفیہ پشت پناہی کرنے والے اسرائیل اور امریکہ کو بھی تھوڑا احساس ہوگیا کہ پاکستان پر حملہ کرنا آسان نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ بھی رہنمائی ہے کہ ہم اپنے دفاع کے لیے یا اُمت کے دفاع کے لیے تیاری کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اچھا بدلہ بھی دے گا۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو ایران کی نیشنل پوٹینشل کو کم کروانا اور اس کے ریسرچ ورک کو رکوانا ہمارے لیے جائز نہیں ہے بلکہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔ خود ایران کو بھی ایسی کوئی شرط تسلیم نہیں کرنی چاہیے۔

رضاء الحق: صلح حدیبیہ کے دوران بظاہر لگتا تھا کہ مسلمانوں نے خسارے کا معاہدہ کیا ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی اور وقت نے ثابت کیا کہ وہ معاہدہ مسلمانوں کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوا تھا۔ مگر آج صورت حال مختلف ہے۔ امریکہ نے حال ہی میں اپنے دفاعی بجٹ میں 42 فیصد اضافہ کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ ظاہر ہے یہ اضافہ جنگوں کے لیے ہی کیا گیا ہے۔ احادیث کے مطابق بھی یہ فتنوں کا دور ہے اور احادیث میں ایک بڑی جنگ کا بھی ذکر ہے جو اسی خطہ میں لڑی جائے گی۔ ہم سب اسی طرف جا رہے ہیں۔ اگر کہیں جنگ رُکے گی تو عارضی طور پر رُکے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فتنہ دجال سے بچنے کے لیے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی تلقین فرمائی۔ اس سورۃ کی دوسری آیت میں فرمایا:

﴿قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ﴾

''(یہ کتاب) بالکل سیدھی ہے' تاکہ وہ خبردار کرے ایک بہت بڑی آفت سے اُس کی طرف سے۔''

یہاں بَاْسًا شَدِيْدًا سے بعض مفسرین نے بہت بڑی جنگ بھی مراد لی ہے۔ دجال نے بھی آنا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا نزول بھی ہونا ہے، دجال نے اُن کے ہاتھوں قتل ہونا ہے اور پھر پوری زمین پر اللہ کا دین قائم ہوکر رہے گا۔ پھر یہ کہ خراسان کا ذکر بھی احادیث میں آیا ہے اور خراسان میں پاکستان کے کچھ علاقے، پورا افغانستان، ایران کا ایک صوبہ اور وسطی ایشیاء کے دو ممالک کے کچھ حصے شامل ہیں۔ احادیث میں اس خطے کے لیے مشرق کا لفظ بھی آیا ہے کہ یہیں سے فوجیں حضرت مہدیؒ کی نصرت کے لیے جائیں گی اور ایلیا (یروشلم) میں جاکر اپنے سیاہ جھنڈے گاڑیں گی۔ یہی فوجیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیر قیادت یہودیوں کا خاتمہ کریں گی۔ ان حالات میں ثالثی کا کردار بھی بہت اہم ہے لیکن ظالم کی شرائط پر نہیں بلکہ مظلوم کی مدد کے لیے۔ البتہ ہمارا اصل کام یہ ہے کہ ہم دین کے ساتھ جڑیں اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ پاکستان اسلام کا قلعہ بنے گا تو اُمت کا دفاع مزید بہتر انداز میں ہوسکے گا۔ ان شاء اللہ!

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد: دفاعی تجزیہ نگار

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

امریکہ، اسرائیل، ایران جنگ اور علامہ اقبال

ابوموسیٰ

آج جب یہ تحریر رقم ہو رہی ہے، علامہ اقبال کو اس دنیا سے رخصت ہوئے 88 سال مکمل ہو گئے ہیں۔ کہنے کو تو ہم اقبال کو مصورِ پاکستان کہتے ہیں اور ظاہری طور پر انہیں بانیانِ پاکستان کی فہرست میں بھی رکھا ہوا ہے لیکن حقیقت میں اقبال کا مسلمانوں کے لیے انقلابی پیغام ہی نہیں اس کی شخصیت بھی جدیدیت کی گرد تلے دب کر عوام وخواص کی نظروں سے اوجھل ہوتی جا رہی ہے۔ زیادہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ اقتصادی اور مادی ضروریات نے نظریاتی اور روحانی ہی نہیں علمی اور ثقافتی اقدار کا بھی محاصرہ کیا ہوا ہے اور یہ محاصرہ روز بروز شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اسی طرزِ عمل کا نتیجہ ہے کہ حکمران بھی بیک جنبشِ قلم 21 اپریل کی تعطیل ختم کر کے اس ہستی سے دوری اختیار کر چکے ہیں۔ اقبال کے کلام کے قریباً ہر شعر سے یہ حقیقت ٹپکتی بلکہ برستی ہے کہ برصغیر ہند نہیں کُل عالمِ اسلام کی حالتِ زار کا غم اس کی جان کا روگ اور روح کا سوہان بن گیا تھا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

علامہ نے اپنے پہلے شعر میں عالم اسلام کے جغرافیائی فاصلے ملیا میٹ کیے ہیں اور دوسرے شعر میں بیک وقت نسلی اور فرقہ وارانہ سوچ پر پوری شدت سے چوٹ لگائی ہے اور مسلمانوں کو علاقائی اور فکری تفاوت کو ختم کر کے صرف یک جان ہی نہیں یک قالب ہونے کا پیغام بھی دیا ہے۔

برا نہ مانیں تو حقیقت یہ ہے کہ ایسے اشعار کہہ کر شاید علامہ اقبال نے موجودہ نسل کی بے ذوقی اور بے حسی سے تعمیر کردہ پتھریلی دیوار سے اپنا سر زور زور سے ٹکرایا ہے۔ البتہ ایران اس مردِ قلندر کو کچھ نہ کچھ یاد رکھے ہوئے ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ کا فارسی کلام اردو کی نسبت پُرمعانی اور پُرسوز زیادہ ہے۔ ہمیں علامہ اقبال 21 اپریل کی وجہ سے اور ان کا محبوب ملک ایران یہود و نصاریٰ کی جانب سے مشترکہ طور پر مسلط کردہ جنگ کی زد میں آنے کی وجہ سے یاد آیا ہے۔ اگرچہ یہ تحریر سیز فائر کے وقفے کے دوران لکھی جا رہی ہے۔ یہ خونریز جنگ 23 اپریل تک کا وقفہ ختم ہونے کے فوری بعد بھی شروع ہو سکتی ہے اور ایک جنگ بندی کا معاہدہ طے پا جانے کی صورت میں چند ماہ کے لیے ملتوی بھی ہو سکتی ہے لیکن اگر کوئی اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ اسلام آباد میں معاہدہ طے پا جانے پر دیرپا امن قائم ہو جائے گا اور راوی چین ہی چین لکھنے لگے گا' معمولاتِ دنیا پھر قبل از جنگ کی طرف لوٹ آئیں گے تو یہ خوش فہمی ہے اور عقل سے بعید ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کل کیا ہوگا یہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ اور صرف وہ عالم الغیوب ہے انسان تو زمینی اور نظر آنے والے حقائق کو دیکھ کر کچھ نتائج اخذ کر لیتا ہے جن میں غلطی کا امکان یقیناً ہوتا ہے۔ لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حقائق کو بھی تو زمینی رخ قادرِ مطلق، رب ہی دیتا ہے۔ انسان کا کام ہے عقل کے استعمال سے اُن کو سمجھنا اور نتائج تک پہنچنا ہے اس لیے کہ ہم اللہ کو رازق مشکل کُشا اور شافی مانتے ہیں لیکن یہ سب کچھ ہمیں فراہم کرنے کے لیے اللہ کا نزول تو زمین پر نہیں ہوتا وہ مسبب الاسباب ہے اسباب پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا ان ہی کو بنیاد بنا کر فکر و عمل وجود میں آئیں تو ہماری سمت درست رہتی ہے اور منزل پالینے کا امکان ہوتا ہے بصورت دیگر ٹھوکریں ہی انسان کا مقدر ہوتی ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی ایک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو انسان دنیا چاہتا ہے، میں اُسے دنیا دے دیتا ہوں جتنی میں چاہوں یہ امریکہ پر مکمل طور پر منطبق ہوتی ہے۔ آج امریکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے معلوم تاریخ میں ٹاپ پر ہے۔ سپر کمپیوٹر، خلائی سفر، AI اور جانے کیا کچھ ہے جن میں امریکہ کے حریف ابھی بھی اس سے بہت پیچھے ہیں۔ لہٰذا فرعونیت اور ہامانیت کی خصوصیات اس میں جمع ہو گئی ہیں اور وہ اُمت مسلمہ پر بالواسطہ اور بلاواسطہ حملہ آور ہے۔ اہل سنت اور اہل تشیع میں عقائد کا فرق موجود ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن علماء کرام نے بحیثیت مجموعی اُنہیں اُمت مسلمہ کا جزو قرار دیا ہوا ہے۔ آج اُمت مسلمہ کا یہ جز امریکیوں اور اسرائیلوں کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ آج کے امریکی اور اسرائیلی یقیناً یہود و نصاریٰ کی بھی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔ اس پس منظر میں گویا اُمت کا یہ جز کُل اُمت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہا ہے۔ لہٰذا ایران کی امریکہ اور اسرائیل کے خلاف جنگ کو جہادِ حریت تو تسلیم کرنا ہوگا۔ راقم کی اس تحریر کا عنوان ہے امریکہ، اسرائیل، ایران جنگ اور علامہ اقبال کیونکہ اس میں اقبال کے تصورِ حریت کی جھلک پوری آب و تاب سے موجود ہے۔

اب آیئے جنگ کے حوالے سے موجودہ صورتحال کی طرف پاکستان فریقین کو ایک بار پھر مذاکرات کی میز پر لانے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ امریکہ نے نہ صرف مذاکرات کی حامی بھر لی ہے بلکہ ایک دن پہلے اپنی ایڈوانس پارٹی اسلام آباد بھیج دی تھی۔ اور اب نائب صدر کی سربراہی میں جیرڈ کشنر اور وٹکاف پر مشتمل وفد پاکستان کی طرف روانہ ہو چکا ہے لیکن ایران نے اس وقت تک مذاکرات میں شرکت سے انکار کر دیا ہے جب تک امریکہ ایران کا سمندری محاصرہ ختم نہیں کرتا۔ حقیقت میں امریکہ کا رویہ انتہائی جارحانہ اور زیادتی پر مبنی ہے اس کی مثال کچھ یوں دی جا سکتی ہے کہ دو افراد میں جھگڑا ہو جائے ایک دوسرے کو گردن سے دبوچ لے اور پھر کہے کہ تمہاری گردن تو میری گرفت میں ہی رہے گی لیکن آؤ صلح کے لیے کچھ بات چیت کر لیں۔ جبکہ ایران کا مطالبہ بڑا درست اور حق پر مبنی ہے کہ سمندری محاصرہ ختم کرو تو ہم مذاکرات میں شریک ہو جاتے ہیں بہرحال راقم کی رائے میں یہ سفارت کاری کے نام پر مذاکرات ہوں اور کامیاب ہو بھی جائیں تو بھی یہ ایک ڈرامہ ہے اور امریکہ یہ ڈرامہ اس لیے رچا رہا ہے کہ وہ مطلوبہ مہلت بھی حاصل کر لے اور وہ دنیا کو کہہ سکے کہ میں دو بار ایران سے مذاکرات کر چکا ہوں لیکن وہ یعنی ایران مذاکرات کو کامیاب نہیں ہونے دے رہا اور جنگ جاری رکھنے پر تُلا ہوا ہے اور ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اگر ایران جیسے غیر ذمہ دار ملک نے ایٹمی صلاحیت حاصل کر لی تو دنیا اور خاص طور پر یورپ کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ راقم کی رائے میں امریکہ کی بھولی بھالی عوام تسلیم کر لے تو الگ بات ہے

وگرنہ دنیا میں کوئی اور اس موقف کو buy نہیں کرے گا۔

سوال یہ ہے کہ اگر امریکہ، روس، چین، برطانیہ، فرانس، بھارت، پاکستان اور اسرائیل (جو کولڈ ٹیسٹ کر چکا ہے) وہ ایٹمی صلاحیت کے حامل ہو سکتے ہیں تو ایران میں کیا خامی یا کمی ہے کہ وہ ایٹم بم نہیں بنا سکتا۔ اس کا انتہائی مضحکہ خیز جواز بتایا جاتا ہے کہ ایران ایک ذِمّہ دار ملک نہیں ہے۔ تو امریکہ نے کیا ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم برسا کر ذِمّہ داری کا مظاہرہ کیا تھا؟ بہرحال دنیا میں لاٹھی اور بھینس کا معاملہ تو چلتا ہی ہے۔ اب آیئے اس نقطے پر غور کریں کہ راقم کیوں سمجھتا ہے کہ یہ جنگ ناگزیر ہے۔ یہ ماہِ رواں یعنی اپریل 2026ء ختم ہونے سے پہلے بھی شروع ہو سکتی ہے اور زیادہ سے زیادہ چند ماہ کے لیے ملتوی بھی ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنگ سے بچنے کی پوری کوششوں کے باوجود جنگ ایران پر مسلط کر دی گئی تھی یہ نظر آنے والی حقیقت ہے کہ اگر ایران معاشی، عسکری اور عالمی سطح پر دنیوی تعلقات کے حوالے سے مجبور نہ ہوتا تو وہ کسی صورت یہ عارضی سیز فائر قبول نہ کرتا۔ کیونکہ اس سیز فائر کا فائدہ صرف اور صرف اس کے جنگی مخالفین امریکہ اور اسرائیل کی ضرورت تھی اور ضرورت سے زیادہ بولنے والا ٹرمپ اس حقیقت کو چھپا بھی نہ سکا۔ اُس نے اس سیز فائر سے پہلے صاف کہہ دیا تھا کہ 45 دن کا وقفہ ہماری ضرورت ہے۔ اور یہ خبر تو اب دنیا بھر کے سامنے آچکی ہے کہ امریکہ نے اپنی جنگی صنعت کو انٹرسپٹر بنانے کا حکم دے دیا ہے۔ ان میں وہ کارخانے جو پہلے انٹرسپٹر نہیں بناتے تھے وہ بھی اب انٹرسپٹر بنائیں گے کیونکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ایران کی اصل دفاعی قوت ڈرونز کے استعمال میں پوشیدہ ہے۔ ان ڈرونز کو روکنے کے لیے ایران کے دشمنوں کو زیادہ سے زیادہ انٹرسپٹرز کی ضرورت تھی لہٰذا مذاکرات کرنا انہیں ناکام بنانا پھر مذاکرات کا یہ شوشہ کھڑا کر دینا اس ناگزیر جنگ کے لیے درحقیقت وقفہ حاصل کرنا ہے۔ لیکن وہ اس وقفے کو چند ماہ سے آگے کسی صورت نہیں بڑھنے دیں گے۔ شاید اس کی ڈیڈ لائن نومبر 2026ء ہو سکتی ہے۔ راقم اس جنگ کو ناگزیر اگر سمجھتا ہے تو اس کے کچھ واضح اشارے بلکہ ثبوت ہیں۔ 1979ء میں جب رضا شاہ پہلوی کا دیس نکالا ہوا ایران ایک ناپسندیدہ ملک بن گیا۔ امریکہ کا پریس گواہ ہے کہ اسرائیل نے تب سے لے کر اب تک امریکہ کے تمام صدور کو ایران پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ سب ایران کے ایٹمی صلاحیت کے حصول کے خلاف تھے اور ایران کے حوالے سے ناپسندیدگی کا اظہار بھی کرتے رہے۔ لیکن ٹرمپ کے سوا کوئی ایران پر براہ راست حملہ کرنے کو تیار نہ ہوا۔ پہلا سوال یہ ہے کہ وہ ایران جس کی resistance power کا ابھی کوئی اندازہ نہیں تھا اور جس کی اس جنگ میں آگے بڑھ کر اسرائیل اور خلیجی ریاستوں پر حملہ کرنے کی صلاحیت بھی اب سامنے آئی ہے ایسا ایران امریکہ اور اسرائیل کیا برداشت کر لیں گے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا گریٹر اسرائیل کے راستے میں ایٹمی پاکستان کو واحد رکاوٹ سمجھنے والا اسرائیل پہلے ایران سے کیوں نہیں نبٹے گا؟ اس لیے کہ گریٹر اسرائیل کا قیام بقول نیتن یاہو اسرائیل کا سیاسی ہی نہیں حقیقتاً روحانی مشن ہے جس کا وہ برملا اظہار کر چکا ہے۔ کیا وہ قیام امن کے لیے اپنا یہ روحانی ہدف ترک کر دے گا؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ صہیونی لابی جو امریکہ میں اپنے سرمائے اور امریکی میڈیا پر قابض ہونے کی وجہ سے بے لگام ہو چکی ہے وہ امریکہ کو کان سے پکڑ کر ایران کے خلاف جنگ میں کھینچ لائی ہے اپنے اہداف کی تکمیل کے بغیر اسے چھوڑ دے گی؟ چوتھا سوال یہ ہے کہ سمندروں میں اس وقت ہونے والی زبردست بحری بیڑوں کی نقل وحرکت محض ایک شغل ہے؟ جس پر امریکہ کے اربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں اور امریکہ کے ہزاروں فوجی جو جنگی بیڑوں کے ذریعے مشرقِ وسطیٰ اور خلیجی ریاستوں کی طرف بڑھ رہے ہیں صرف قیام امن کے لیے روک دیے جائیں گے؟ راقم کو خدشہ ہے کہ سیز فائر کے بعد اگر دوبارہ جنگ شروع ہوئی تو وہ خطے کے دوسرے ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ پاکستان کی فوج کے سربراہ جو جنگ روکنے کی از حد کوشش کر رہے ہیں اُس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسرائیل کوئی عذر تراش کر سعودی عرب کو جنگ میں گھسیٹ سکتا ہے جس کی معنی یہ ہوگا کہ پاکستان بھی جنگ کا حصہ بن جائے گا۔ ساری صورتِ حال کے پس منظر میں دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مذاکرات امریکہ کا محض وقت حاصل کرنے کا حربہ ہے البتہ ایک بات امریکہ کو جنگ اس سال کے آخر تک ملتوی کرنے پر مجبور کر سکتی ہے وہ یہ کہ وہ امریکی عوام اور میڈیا کا کچھ حصہ جو پہلے اس جنگ کے خلاف محض ناپسندیدگی کا اظہار کر رہا تھا اب وہاں یہ عوامی مطالبہ ایک طوفان بن چکا ہے کہ ہم آخر کیوں جنگ کر رہے ہیں یہ احتجاج عارضی طور پر جنگ ملتوی کرا سکتا ہے۔ پھر صہیونی دوبارہ عوامی رائے کو جنگ کے لیے ہموار کریں گے۔ حتمی اور آخری بات ہے کہ یہ جنگ ٹل سکتی ہے ختم نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم!

❀❀❀

استعارۂ سحر

بنت عاکف سعید

غزہ نے ہم کو وہ کر دیا ہے
جو ہم نہیں تھے
غزہ نے ہم کو بدل دیا ہے
وہ سِرّ ہستی عطا کیا ہے
جو لا مکاں ہے
سرورِ ابدی جو لم یزل ہے
وہ سوزِ غم جو دوائے دل ہے
وہ جذب و مستی کہ بے بدل ہے
وہ اشک خوں ہیں کہ ابرِ باراں
جو من کی آتش بجھا رہے ہیں
وہ اک شہر ہے کہ اک سحر ہے
جو جل اُٹھا ہے تو
طورِ سینا بنا ہوا ہے
تجلیوں کا امیں ہوا ہے
وہ مقبرہ گلستاں بنا ہے
بہارِ تازہ دکھا رہا ہے
امید کی جو فصل لگی ہے
لہو سے سیراب ہو رہی ہے
وہ درد جو یاں سے پھوٹتا ہے
عزم کا اک بحرِ بیکراں ہے
زمانہ منظر بدل رہا ہے
کہیں ہے ظلمت، کہیں ضیاء ہے
غزہ نے ہم کو دکھا دیا ہے
وہ ایک منظر جسے بقا ہے

❀❀❀

اعتذار

شمارہ 15 میں الہدیٰ کے زیر عنوان شائع ہونے والی قرآنی آیات 1 تا 3 سورۃ لقمان کی ہیں۔ سہواً سورۂ روم شائع ہو گیا۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

لیبر قوانین کا نفاذ ہر سطح پر یقینی بنایا جائے

نعیم اختر عدنان

پاکستان سمیت دنیا بھر کے اکثر ممالک میں ہر سال یکم مئی کو محنت کشوں کی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور مزدوروں کے حقوق سے آگاہی کے لیے یہ دن منایا جاتا ہے۔ یہ دن امریکہ کے شہر شکاگو کے اُن جانبازوں کی یاد دِلاتا ہے جب محنت کشوں نے 1886ء میں روزانہ 8 گھنٹے کے اوقاتِ کار مقرر کروانے کے لیے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ ایک مغربی دانشور کے مطابق دیگر طبقات کی طرح محنت کشوں کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ 8 گھنٹے کام کریں، 8 گھنٹے آرام کریں اور 8 گھنٹے تفریح و دیگر سماجی و معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ یکم مئی کی تاریخی اہمیت یہ بھی ہے کہ ابراہم لنکن، جو انسانی حقوق کے بہت بڑے علمبردار تھے، اسی دن کو قتل کر دیے گئے تھے۔ انقلاب فرانس کے بعد پہلی مرتبہ 1888ء کو 20 سے زائد ممالک کی سوشلسٹ، مزدور تنظیموں اور ٹریڈ یونین کی نمائندہ اجلاس میں یکم مئی کو ’یومِ مزدور‘ کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا۔

محنت کشوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لیے انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم ہے جو حکومتوں، سرمایہ کاروں اور محنت کشوں کے مابین سہ فریقی کانفرنسیں منعقد کرواکر مزدوروں کے لیے بہتر سہولیات اور مناسب اُجرت اور سازگار ماحول کے حوالے سے متفقہ سفارشات منظور کر کے رکن ممالک کو اس پر عمل درآمد کا پابند بناتا ہے۔ پاکستان اپنے قیام کے آغاز ہی سے اس عالمی ادارے کا رکن ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے دور میں پہلی مرتبہ 1972ء کو یومِ مئی منانے کا سرکاری سطح پر آغاز ہوا۔ اس دن پورے ملک میں تعطیل ہوتی ہے۔ پاکستان میں اب تک محنت کشوں کی فلاح وبہبود کے لیے مجموعی طور پر چھ (6) بڑی لیبر پالیسیاں نافذ العمل ہو چکی ہیں۔ پہلی لیبر پالیسی 1955ء میں دوسری لیبر پالیسی 1959ء میں، تیسری لیبر پالیسی 1969ء میں چوتھی لیبر پالیسی جو سب سے جامع اور ہمہ گیر لیبر پالیسی تھی، 1972ء میں پانچویں لیبر پالیسی 2002ء میں جبکہ چھٹی اور آخری لیبر پالیسی 2010ء میں منظور ہوئی۔ پاکستان میں محنت کشوں کے حقوق کی ادائیگی اور تحفظ کے لیے ستر (70) کے قریب قوانین موجود ہیں، جنہیں آئینی اور قانونی تحفظ حاصل ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں استحصال پر مبنی سرمایہ دارانہ معاشی نظام رائج ہے جس میں کمزور طبقات کے حقوق کا معاملہ خاصا تشویش ناک ہے۔ مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں اُجرت کی شرح کافی حد تک منصفانہ ہے مگر پاکستان سمیت ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں محنت کشوں کی بنیادی یعنی کم از کم اجرت بہت ہی کم ہے جس سے محنت کش اپنی اور اپنے خاندان کی بنیادی انسانی لازمی ضروریات پورا کرنے سے قاصر ہے۔ علامہ اقبال نے محنت کش طبقہ کی اسی صورت حال کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

گزشتہ مالی سال کے بجٹ میں مزدور کی کم از کم ماہانہ اجرت چالیس ہزار روپے مقرر کی گئی تھی مگر عملاً صنعتی اور تجارتی اداروں کے مالکان کم از کم اُجرت سے بھی بہت کم اُجرت ہی ادا کرتے ہیں۔ مزدور تنظیمیں یہ مطالبہ کرتی رہتی ہیں کہ ماہانہ اُجرت میں قابل لحاظ اضافہ کیا جائے اور اس کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔ غیر سرکاری اور نجی شعبہ میں دو تہائی محنت کشوں کی دو (2) تہائی تعداد ہے آئینی اور قانونی حقوق سے عملاً محروم ہے اور وہ اس صورتِ حال کا نقشہ پیش کرتے نظر آتے ہیں۔

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

دینِ اسلام میں عدلِ اجتماعی کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے اور عدل وقسط کے نظام کا قیام اسلام کا ایک لازمی اور بنیادی تقاضا قرار دیا گیا ہے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے محنت کش کو اللہ کا دوست قرار دے کر محنت کشوں کی عظمت کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ نے غلاموں (اور محنت کش طبقات) کے حوالے سے فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ، جو لباس پہنو انہیں بھی پہناؤ، ان سے ایسا کام نہ لو جو ان کی طاقت سے باہر ہو، پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کو اُس کی اُجرت کی ادائیگی کی تلقین فرمائی گئی۔ پاکستان میں نافذ العمل عدالتی اور قانونی نظام محنت کشوں کو بروقت اُن کے آئینی اور قانونی حقوق دلوانے میں بہت زیادہ تاخیر کی وجہ سے عملی ناکامی سے دوچار ہی نظر آتا ہے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی ترجیحات بھی بالادست اور سرمایہ دار طبقات کے تحفظ کی آئینہ دار نظر آئی ہیں جبکہ ہماری سیاسی اور دینی و مذہبی جماعتوں کے پلیٹ فارم اور محراب و منبر سے بھی محنت کشوں کے اسلامی حقوق پر بلند آہنگ طریقے سے اور مسلسل بات نہیں کی جاتی۔ یہی معاملہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا بھی ہے۔ قومی اسمبلی، سینٹ، صوبائی اسمبلیوں میں بھی شاید ہی کبھی محنت کشوں کے حوالے سے کوئی ٹھوس اور توانا آواز بلند ہوتی ہو۔

پاکستان میں حقیقی اسلامی نظام یعنی اسلام کا عادلانہ ومنصفانہ نظام نافذ ہو جائے تو ملک کے دیگر کمزور طبقات کی طرح محنت کشوں کو بھی ان کے تمام جائز انسانی، معاشی اور معاشرتی حقوق بسہولت میسر ہوں گے ہرگز نہیں تو پھر سب کہانیاں ہیں۔ ظلم واستحصال پر مبنی نظام میں محنت کش طبقات کی عظیم اکثریت جانوروں کی سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور ہے، اس ظلم واستحصال کے حامل نظام کا خاتمہ

نظامِ خلافت کا عادلانہ نظام نافذ کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ’’غربت انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے‘‘ پاکستان میں محنت کش طبقات کے معاشی اور سماجی حالات بہتر کرنے کے لیے انقلابی اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے، جس میں سرفہرست کم از کم ماہانہ اُجرت میں معقول اور قابل لحاظ اضافہ کی فوری ضرورت ہے۔ صنعتی اور تجارتی اداروں کے مالکان کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے ملازمین کو تحریری طور پر معاہدہ ملازمت کی فراہمی یقینی بنائیں تاکہ ملازمین بطور رجسٹرڈ مزدور اپنے آئینی اور قانونی حقوق حاصل کر سکے۔

حکومت پنجاب نے محنت کشوں کے حوالے سے اچھے فیصلے کیے ہیں جن میں جہیز فنڈ کو ایک سے دو لاکھ، پھر چار لاکھ اور اب چھ لاکھ کی حد تک بڑھا دیا ہے۔ اسی طرح کام کے دوران مزدور کی وفات کی صورت میں ڈیتھ گرانٹ کو بھی بڑھا کر دس لاکھ روپے کر دیا گیا ہے۔ ہر رجسٹرڈ مزدور کو ماہانہ تین ہزار روپے راشن کی خریداری کے لیے بھی دیئے جا رہے ہیں۔

یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ لیبر سے متعلق موجود قوانین کا ہر سطح پر نفاذ اور عمل درآمد یقینی بنایا جائے ورنہ محنت کش یہ کہتے ہیں:

ملیں اسی لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں
چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

اسلام کے عظیم مفکر اور برعظیم پاک و ہند کے عظیم شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: سونے اور چاندی کے انباروں سے زیادہ خطرناک وہ طرزِ معاشرت ہے جو امیر و غریب میں امتیاز قائم کر کے غریب کے دل میں سرمایہ داری کی ہوس اور شاہ پرستی کا شوق پیدا کرتی ہے سونے اور چاندی کے برتن، زرق برق، ریشمی لباس، فیشن اور تکلفات، دولت مندوں کے دماغوں میں کبر و غدار اور تصور برتری پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ناداروں کے دلوں میں حرص و طمع کی وہ خواہش پیدا ہوتی ہے جو ان کو رشوت ستانی، چوری، خیانت استحصال بالجبر اور عصمت فروشی پر آمادہ کر دیتی ہے۔

❁❁❁

پریس ریلیز 24 اپریل 2026ء

شجاع الدین شیخ

سرکاری سرپرستی میں ناجائز صہیونی آبادکاروں کا مسجدِ اقصیٰ پر حملہ بدترین دہشت گردی ہے۔ مسلم ممالک کا مسجدِ اقصیٰ میں صہیونیوں کے اسرائیلی جھنڈا گاڑنے کی محض مذمت کر دینا ناکافی ہے۔ اسرائیلی وزیر دفاع کا بیان کہ اُسے دوبارہ جنگ کے لیے گرین سگنل کا انتظار ہے انتہائی معنی خیز ہے۔

سرکاری سرپرستی میں ناجائز صہیونی آبادکاروں کا مسجدِ اقصیٰ پر حملہ بدترین دہشت گردی ہے۔ مسلم ممالک کا مسجدِ اقصیٰ میں صہیونیوں کے اسرائیلی جھنڈا گاڑنے کی محض مذمت کر دینا ناکافی ہے۔ اسرائیلی وزیر دفاع کا بیان کہ اُسے دوبارہ جنگ کے لیے گرین سگنل کا انتظار ہے انتہائی معنی خیز ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکی صدر ٹرمپ نے مذاکرات کا شوشہ چھوڑ کر ساری دنیا کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا رکھا ہے جب کہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل نہ صرف غزہ اور مغربی کنارے میں فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی جاری رکھے ہوئے ہے بلکہ لبنان میں بھی مسلسل بمباری کر رہی ہے۔ پھر یہ کہ صہیونی آبادکاروں کا اسرائیل کے خزانے اور قومی سلامتی کے وزراء کی سرکردگی میں مسجدِ اقصیٰ پر دھاوا بولنا اور وہاں اسرائیلی جھنڈا نصب کرنا درحقیقت مسجدِ اقصیٰ، یروشلم اور مقبوضہ فلسطین کی تاریخی اور قانونی حیثیت کو تبدیل کرنے کی مذموم کوششوں کی کڑی ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اگرچہ پاکستان سمیت 7 مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ نے ایک مشترکہ بیان میں اس اشتعال انگیز واقعہ کی مذمت کی ہے لیکن جب تک اسرائیل کی ایسی حرکتوں پر عملی اقدام نہیں اُٹھائے جاتے اُس وقت تک محض زبانی جمع خرچ سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اُنہوں نے سوال اُٹھایا کہ احتجاج کرنے والے مسلم ممالک نام نہاد ’بورڈ آف پیس‘ سے علیحدگی کا اعلان کیوں نہیں کرتے اور وہ مسلم ممالک جو ابراہم اکارڈز کا حصہ ہیں اسرائیل سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کیوں نہیں کرتے؟ دوسری طرف امریکہ خود ایران سے مذاکرات یا خطے میں مستقل جنگ بندی اور امن کے قیام میں سنجیدہ دکھائی نہیں دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹرمپ اور اُس کے مذاکراتی وفد نے مستقل جنگ بندی کے لیے ایران سے جو مطالبات کیے ہیں اُن کا صاف مطلب یہ بنتا ہے کہ ایران امریکہ اور اسرائیل کے سامنے ہتھیار ڈال دے اور صہیونیت کی فتح کو تسلیم کر لے۔ اُنہوں نے کہا کہ جنگ کے خاتمہ اور امن کے قیام کے لیے پاکستان کی محنت قابلِ قدر ہے لیکن اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مظلوم کی مدد ہو اور ظالم کا ہاتھ روکا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ اسرائیل ہر صورت میں اپنے گریٹر اسرائیل کے قیام کے دجالی منصوبہ کو آگے بڑھانے پر تُلا ہوا ہے۔ لہٰذا مسلم ممالک کو بھی حالات کا صحیح ادراک کرتے ہوئے آپس میں متحد ہونا ہوگا تاکہ طاغوتی قوتوں کے حملوں کا پُرزور جواب دیا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ہفت روزہ ’’ندائے خلافت‘‘

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب،
ایک علمی، دعوتی اور تربیتی رسالہ!

صرف آپ ہی کے زیرِ مطالعہ کیوں؟

وقت اور حالات کی اشد ضرورت ہے کہ اسے ایک مشن سمجھ کر واعظین و مربیین، تعلیمی اداروں، لائبریریوں، مکتبہ جات اور ہر گھر و فرد اور خاص طور پر الاقرب فالاقرب کی بنیاد پر اپنے دوست، احباب اور اعزہ و اقربا تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ ان شاء اللہ!

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اکیسویں صدی کا آغاز ہی جنگوں سے ہوا۔ امریکی جنگجوئی کا اصل ہدف تو صہیونی عزائم کی تکمیل میں مشرقِ وسطیٰ کا نقشہ بدلنا تھا۔ بش نے چھوٹتے ہی افغانستان میں اسے صلیبی جنگ کا نام دیا تھا۔ وہاں ناکام رہے۔ 2021ء کے بعد امریکہ اسرائیل نے 2023ء سے فلسطین پر مکمل قبضے کو آگے بڑھانا شروع کیا۔ اس اثناء، عرب بہار میں کئی عرب، شمالی افریقی ممالک کھڈے جا چکے تھے۔ شام جو گریٹر اسرائیل اور ہرمجدون (آرمیگیڈون) کے اعتبار سے اہم ترین تھا، اسے مطلوبہ منصوبے کے مطابق تباہ کھنڈر کیا جا چکا تھا۔ غزہ اور ساتھ ہی مغربی کنارے پر بھی زور آزمائی میں تمام امریکی، یورپی اسلحہ آزمالیا۔ اگلے مرحلوں میں لبنان اہم تھا۔ دنیا کی توجہ بٹائے رکھنا بھی لازم تھا۔ غزہ پر دنیا کو 'بورڈ آف پیس' ڈرامے میں اُلجھا دیا۔ اسرائیل و امریکہ کی اگلی مشترکہ جنگ جوئی ایران پر تھی۔ لگے ہاتھوں پھلتے پھولتے اہم ترین تیل اور اس کی مصنوعات سے مالا مال مسلم ممالک کی قوت پر ضرب بھی صہیونی قوتوں کا ہدف تھا۔ ایران پر حملے سے ایک تیر سے سبھی شکار مطلوب تھے۔ جواباً عرب ممالک زخمی کیے گئے۔ پورا خطہ درہم برہم ہو گیا۔ امریکہ کو اپنے ہتھیاروں کی فروخت کا سنہرا موقع ہاتھ لگا۔ عرب ممالک میں سیاحت کی صنعت پر شدید ضرب لگی بشمول دیگر صنعتوں کے۔ امریکہ دوستی کا نشہ بھی کچھ ٹھکانے لگا۔ جانی مالی نقصان اس پر مستزاد۔ امریکہ اسرائیل نے حملہ تو ایران پر کیا تھا۔ مگر جوابی حملے میں تمام مسلم خلیجی ممالک اچانک، نہایت غیر متوقع ہمہ نوع نقصانات سے دوچار ہوئے۔ جو توجہ طلب ہے۔

اس قرض کو اتار کر اسرائیل (جس کے ابراہیمی معاہدے والے دوست زخم کھائے پڑے تھے!) سوئے لبنان چلا۔ شام پر تو اسرائیل کی مسلسل یک طرفہ چاند ماری جاری رہتی ہے۔ گولان کی پہاڑیوں پر چڑھا سوئے دمشق اس کی نظریں لگیں ہیں۔ کیونکہ بڑی جنگ تو وہیں ہوگی! 28 فروری تا 15 اپریل ایرانی حملوں میں امارات میں 12 جاں بحق، 224 زخمی ہوئے۔ سعودی عرب میں 3 جاں بحق، 29 زخمی، قطر میں 20 زخمی، بحرین میں 3 جاں بحق، درجنوں زخمی، اومان میں 3 جاں بحق، 15 زخمی، کویت میں 7 جاں بحق، درجنوں زخمی، اردن میں 29 زخمی، فلسطین میں 4 جاں بحق، عراق میں ایرانی، امریکی حملوں کا نشانہ بننے والے 118 جاں بحق اور درجنوں زخمی (الجزیرۃ) ایک ماہ کی جنگ میں عرب ممالک کو UNDP رپورٹ کے مطابق (31 مارچ - الجزیرۃ) 194 ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ (یہ محدود اعداد و شمار ہیں) سوڈان، یمن، لبنان میں بڑی آبادیاں متاثر ہوں گی۔ نیز تخمینہ یہ ہے کہ 40 لاکھ افراد خطِ غربت سے (پورے خطے میں) نیچے جا پڑیں گے۔ 37 لاکھ بے روزگار ہوں گے۔ اندازہ لگایئے کہ جنگ کے اثرات، طوالت کے نتیجے میں تیل گیس کی برآمدات رکنے اور خلیجی ممالک میں توانائی کی ترسیل کے بنیادی ڈھانچے پر بمباریوں کے نقصانات کا معاشی زلزلہ کتنا شدید ہوگا وسیع تر تناظر میں۔

ایران، امریکہ مابین مذاکرات کا دوسرا دور اسلام آباد میں شروع ہونا تھا۔ سنجیدگی کا عالم ٹرمپ سرکار کا یہ ہے کہ عین مذاکرات کے دہانے پر امریکہ نے ایرانی جھنڈا لگا کارگو جہاز ہرمز میں پکڑ لیا۔ ابھی یہ کہے امریکہ کو چند گھنٹے بھی نہ گزرے تھے کہ مذاکرات کے لیے امریکی ٹیم پہنچ رہی ہے، کہ ایران کا حوصلہ آزمانے کو یہ اڑنگا لگا دیا۔ ایرانی بندرگاہوں پر محاصرہ تو تھا ہی۔ ایران نے اگرچہ مذاکرات پر آمادگی کا اظہار کر رکھا تھا۔ مگر اب ان دونوں وجوہات نے گلوب بھر میں ایران امریکہ مذاکرات فالٹ لائن پر جھٹکے دینے شروع کر دیے۔ 9 امریکی C-17 جہاز، (گلوب ماسٹر، جو افغانستان سے شکست کھا کر نکلنے والا معروف جہاز ہے، عظیم الجثہ!) امریکی بلٹ پروف گاڑیوں، ساز و سامان اور سکیورٹی ٹیموں کو لیے اتوار سے نور خان ایئر بیس پر آئے کھڑے ہیں۔ پاکستان انتظار میں اپنے عوام، کاروبارِ زندگی کو بھی مسلسل روکے باندھے، مہمانوں کے تحفظ کی خاطر اٹکا پڑا ہے۔ اسلام آباد آنے والی کئی موٹر ویز پبلک ٹرانسپورٹ کے لیے بند ہیں۔ امریکی، ایرانی وفد کے آنے، نہ آنے کی لحہ بہ لحہ بدلتی صورتحال اور گومگو میں سبھی معلق ہیں۔ ٹرمپ کی اُلٹی پلٹتی زبان، جھوٹ اور دھوکا دہی، غیر ذمہ دارانہ کارگزاریاں، بیزار کن ہیں۔ سفارتی ادب آداب تو موصوف کی لغت سے یوں بھی خارج ہیں۔ اسلام آباد میں ہوٹل بک کیے میزبان منتظر ہیں۔ 20 ہزار سکیورٹی افراد متعین ہیں۔ شہر دم سادھے بیٹھا ہے۔ میڈیا الرٹ جاری کرتا رہتا ہے ذومعنی، ایرانی وفد آ رہا ہے، شاید نہیں آ رہا۔ دنیا میں سرمایہ کار نظریں گاڑے بیٹھے ہیں۔ خود امریکہ اور ایران کے لیے جنگ بندی نہایت اہم ہے۔ مگر کمزوری کا تاثر دینے سے بچنے کو یہ باہمی زور آزمائی ہے اور دنیا مخمصے میں پھنسی بیٹھی ہے۔ ان کی لڑائی میں ہمارا نظامِ تعلیم، تجارت، نظامِ زندگی معلق ہو چکا ہے۔ خلیجی ممالک کے نقصانات کی نوعیت دوسری ہے۔ ہمارے اپنے گوناگوں مسائل کی طرف پلٹنے کی مہلت ہی حکومت کو نہیں مل رہی۔ ثالثی میں ہم دوڑے پھر رہے ہیں کب سے! ان دونوں مذاکرات کاروں بیچ، ہاں/نہیں رٹنے کے ہاتھوں تیل کی قیمتوں میں 7 فیصد مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

گلوبل مارکیٹ بحران کا شکار ہے۔ ٹرمپ کی ٹرمپیانہ حرکات کے ہاتھوں امریکہ نہ صرف بین الاقوامی طور پر ساکھ کھو بیٹھا ہے، بلکہ داخلی طور بھی انتشار کا شکار ہے۔ خود ٹرمپ کی اپنی پسندیدگی کی شرح 37 فی صد گری ہے۔ اندریں حالات ٹرمپ نے پاکستان کا سہارا لیتے ہوئے، جنگ بندی میں توسیع کر دی ہے تا آنکہ ایران اپنا جامع مؤقف پیش کرے اور مذاکرات حتمی نتیجے تک پہنچ سکیں۔ لہٰذا..... مزید انتظار فرمایئے!

ٹرمپ کا محبوب اسرائیل! دنیا کی توجہ بٹ گئی۔ غزہ کے عوام بدستور بھوک، امراض، بدلتے موسموں کی شدت، پسو، چوہوں، حشرات الارض، پھٹے خیموں کی بلاؤں میں گھرے بیٹھے ہیں! روزانہ 8-10 فلسطینی اسرائیل کے ہاتھوں شہید ہو رہے ہیں۔ امریکی عوام میں 60 فی صد اسرائیل کو ناپسند کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں بھی اسرائیل کی ناپسندیدگی غیر معمولی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ میڈیائی قلابازیوں سے دنیا بھر کی عقل سے کھیلا نہیں جا سکتا۔ اب دنیا جلد یا بدیر حقیقت تک رسائی پا لیتی ہے۔ یہود مخالف تعصب کا الزام (Anti - Semitism) ایک مذاق بن چکا ہے۔ حال ہی میں کریہہ صورت اسرائیلی آبادکار فوجی کی بھیانک تصاویر اور ویڈیو (لا ایکسپریس۔ اٹلی) جو دنیا بھر میں شدید نفرت کا نشانہ بنا، فلسطینی عورت کو ہراساں کرتا ہوا۔ وہ ضرب المثل ہے۔

فی نفسہٖ اتنی نحوست دنیا نے کبھی کسی انسانی چہرے پر نہ پائی ہوگی۔ اسے دیکھ کر قرآن میں ان کا تذکرہ اپنی ایسی ہی کرتوتوں کے عوض: 'بندر ہو جاؤ دھتکارے ہوئے۔' مجسم آن کھڑا ہوتا ہے۔ یہ ایک فرد کی نہیں ایک پوری قوم کی تاریخ کی نمائندگی کرتا چہرہ اور اعمال ہیں۔ غزہ پر جو گزری، (امریکہ اس ہولناک جرم میں برابر کا شریک ہے بشمول اپنے بہت سے مزید اتحادیوں کے!) جابجا قید خانوں میں اور برسرِ زمین آج بھی گزر رہی ہے، ہر حساس دل کا ناسور ہے۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں پولیس اور سیکورٹی والوں کی تربیت 'موساد' ہی نے کی ہے۔ اب سمجھ آتا ہے کہ ایسا کیوں ہوگا کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے! قرآن میں جہنم کے بعض نہایت ہولناک مناظر اور جہنمیوں کی ضیافت کے سامان پر دل دہل جاتا تھا! اتنی شدت؟ آج اسرائیلی، امریکی وحشت، حکمرانوں کے جرائم، عوام الناس کو دیئے گئے عذاب بھری زندگی کے جھٹکے، جنگوں، عقوبت خانوں میں ظلم کی لامنتہا داستانیں! درندگی، بے حیائی، معصوم بچوں، صنفِ نازک پر ڈھائی قیامتیں! اب سب سر کی آنکھوں نے دیکھ لیا۔ قیامت آنی ہی چاہیے۔ جزا و سزا ناگزیر ہے۔

لمحہ لمحہ اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اللہ کی سائنس جامع، مکمل، شفاف، حساب کتاب اربوں کھربوں انسانوں کا رکھتی ہے۔ وہ دن آ کر رہے گا جب سارے بھید کھل جائیں گے۔ ذرہ برابر نیکی جزا پائے گی۔ ذرہ برابر بدی چھپی نہ رہ سکے گی الا ماشاء اللہ! ہاں پوپ لیو شاباش! امر بالمعروف نہی عن المنکر مسلمان بھول گئے۔ حق گوئی ہمارے ہاں گونگی ہوگئی۔ لیو نے ٹرمپ اور افریقی ممالک کے وسائل لوٹنے والوں، بدعنوان مغربی و مقامی حکمرانوں کے لتے لیے! سبحان اللہ! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو تو آنا ہے۔ یہودی ان کے بھی بدترین دشمن تھے اور ہیں۔ ان کے آنے پر ہمارے اور آپ کے محبوب نبیّ اللہ...... روح اللہ! ہم، آپ ایک ہوں گے۔ حق پرست عیسائی حقیقت جان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ وہ دن تو آنا ہے جسے روکنے کی کوشش میں دجالی قوتیں کذب و افترا، دھوکا دہی، جنگ بازی کے طوفان اُٹھا رہی ہیں۔ ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہوگا...... جب دنیا عافیت کا گہوارہ بنے گی۔ باذن اللہ!

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

(گزشتہ سے پیوستہ)

6) فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف حکومتی اپیل: حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے ماہرین کے ذریعے بینکاری کا متبادل نظام تجویز کرنے کی مساعی شروع کرنے کے بجائے سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بینچ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کردی اور تاحال معاملہ سپریم کورٹ کے پاس pending ہے۔ اس دوران سپریم کورٹ نے ایک سوال نامے کے ذریعے ملک کے معروف علماء، اکانومسٹس اور قانون دانوں سے مختلف معاملات پر ان کی آراء اور تجاویز مانگی ہیں۔ گویا سپریم کورٹ تمام معاملات کا ازسرنو جائزہ لینا چاہتی ہے۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1462 دن گزر چکے!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(16 تا 22 اپریل 2026ء)

جمعرات 16 اپریل: صبح لاہور آمد ہوئی۔ مرکزی اسرہ کے اجلاس اور دوپہر میں شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام میں Naseeha Institute کے ذمہ داران سے ان کے ادارہ میں ملاقات، ایک podcast کی ریکارڈنگ اور طلبہ سے گفتگو ہوئی جس دوران سوال و جواب کی ایک بھرپور نشست کا بھی اہتمام ہوا۔

جمعۃ المبارک 17 اپریل: صبح شعبہ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیر خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا صاحب سے مختصر ملاقات کی۔ خطابِ جمعہ (اُردو تقریر و عربی خطبہ) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ شام میں مرکز دارالاسلام چوہنگ لاہور میں مرکزی تربیتی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کی۔

ہفتہ 18 اپریل: دن میں توسیعی عاملہ، سہ پہر میں دینِ حق ٹرسٹ اور شام میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاسوں کی صدارت کی۔

اتوار 19 اپریل: دن اور شام میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کی صدارت کی۔

پیر 20 اپریل: مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں منعقد ہونے والے پہلے کل پاکستان نقباء اجتماع کی صدارت کی اور افتتاحی خطاب فرمایا۔

منگل 21 اپریل: کل پاکستان نقباء اجتماع کی صدارت جاری رہی اجتماع کے شرکاء کے ساتھ ایک خصوصی نشست کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں شرکاء اجلاس کی طرف سے کیے گئے تمام سوالات کے جواب دیئے۔

بدھ 22 اپریل: کل پاکستان نقباء اجتماع کی صدارت جاری رہی، جس میں ''تزکیہ و تربیت محمدی ﷺ کے عناصر سہ گانہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اجلاس کا اختتامی خطاب بھی کیا اور اجتماعی دعا کروائی۔ شام میں کراچی روانگی ہوئی۔

بہانہ، ٹھکانہ اور نشانہ

عبدالرؤف

نائن الیون کا جو مشہور ڈرامہ 2001ء میں رچایا گیا وہ ابھی کل کی بات لگتی ہے۔ اس ڈرامہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ہمارے ایک اسلام پسند اور محب وطن سابقہ فوجی جرنیل نے بیان دیا تھا کہ ”نائن الیون بہانہ ہے، افغانستان ٹھکانہ ہے اور پاکستان کا ایٹمی پروگرام نشانہ ہے۔“ ان کی بات کس حد تک صحیح ہے اس پر تو ایک سے زیادہ آراء ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کا یہ بیان جس میں بہانہ، ٹھکانہ اور نشانہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اُس وقت سے دوبارہ نمایاں ہو کر سامنے آنا شروع ہو گیا جب سے ”دی علم فاؤنڈیشن“ نامی ادارے کے زیر اہتمام مملکت خداداد پاکستان (جہاں علماء کے بارے میں جامعہ اشرفیہ کے سابق مہتمم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کے الفاظ یہ ہیں کہ ”تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہم نے آپس میں اتفاق نہیں کرنا) میں تمام مذہبی مکاتب فکر کے علماء کا ایک ہی ترجمہ قرآن پر متفق ہو کر یہ رائے دے دینا کہ اُسے تمام پرائیویٹ اور سرکاری عصری تعلیمی اداروں میں پڑھایا جانا چاہیے جس کے نتیجہ میں وفاق، پنجاب، خیبر پختونخوا اور حال ہی میں بلوچستان کے سرکاری تعلیمی اداروں کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بھی ڈیڑھ کروڑ سے زائد طلباء نے نہ صرف اس سے استفادہ کرنا شروع کر دیا بلکہ نویں تا بارھویں کے طلباء کا اس امتحان میں پاس ہونا بھی لازمی قرار دے دیا گیا لیکن اس اثناء میں کچھ مذہبی یوٹیوبرز نے اس متفقہ ترجمہ قرآن پر اہل تشیع کی کچھ کتب کے حوالوں کو بہانہ بنا کر تنقید کرنا شروع کر دی۔

جس کا جواب طبقہ علماء کے کچھ معتبر حضرات کی طرف سے دے کر ان کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ اس کوشش کے کچھ مثبت اثرات بھی ہوئے، جس کے نتیجہ میں شکوک وشبہات کی گرد کافی حد تک بیٹھ گئی۔ اس طرح سوشل میڈیا کے ذریعہ جو انتشار پھیلانے کی سعی لاحاصل کی گئی۔ اس کا جواب نہ صرف بذریعہ سوشل میڈیا بلکہ ذاتی ملاقاتوں اور خطوط کی شکل میں بھی دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں جواب دینے والوں نے نہ ہی کوئی بازاری زبان استعمال کی اور نہ ہی بڑی بڑی بڑھکیں ماریں بلکہ مثبت اور سنجیدہ انداز اختیار کیا گیا۔ معترضین کا اصل اعتراض ترجمہ قرآن پر نہیں تھا۔ اُن کا اعتراض اہل تشیع کی کتب احادیث کے حوالوں پر تھا یا کچھ تشریحات پر تھا، لیکن بعد میں یہ حوالے بھی نکال دیے گئے تاکہ آئندہ کوئی بدمزگی نہ پیدا ہو جائے۔ یہ شرارت پر مبنی مہم قبل ازیں گزشتہ ماہِ رمضان میں شروع کی گئی تھی اور دوبارہ اس ماہِ رمضان میں اس کا آغاز مفتی تقی عثمانی صاحب کے ایک خط کو بنیاد بنا کر کیا گیا۔ اس خط میں مفتی صاحب نے جن اعتراضات کی بنا پر اس متفقہ ترجمہ قرآن سے اعلان برأت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تقریظ کو

متفقہ ترجمہ قرآن پر تنقید عوام کو قرآن سے دور کرنے کے لیے کی جا رہی ہے۔

ہٹانے پر بھی اصرار کیا ہے۔ یہ خط سوشل میڈیا پر موجود ہے لیکن اس کا جواب آنے سے قبل ہی اس کو بنیاد بنا کر مہم چلانا اور خصوصاً رمضان المبارک میں جب دی علم فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر اور امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ صاحب رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن میں مدرس کی خدمت سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ نہ صرف وہ بلکہ تنظیم اسلامی اور انجمن ہائے خدام القرآن کے تحت ملک کے طول وعرض میں سینکڑوں مقامات پر خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہوتا ہے تو عین اسی دوران متفقہ ترجمہ قرآن کو بہانہ بناتے ہوئے دورہ ہائے ترجمہ قرآن کی مقدس محافل کا تمسخر اڑانا اور عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ تنظیم اسلامی کے لوگ غیر علماء ہیں۔ یہ علماء سے استفادہ نہیں کرتے لہٰذا ان کے دورۂ ترجمہ قرآن کی محافل میں جانے سے گریز کیا جائے ورنہ تم لوگ گمراہ ہو جاؤ گے۔

عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اس لیے اس منطق کو سمجھنا کوئی راکٹ سائنس نہیں کہ متفقہ ترجمہ قرآن کو بہانہ بنا کر ٹھکانہ دورۂ ترجمہ قرآن اور اس کے ذریعہ وسیع پیمانے پر پیدا ہونے والی ایمانی تبدیلی کو بنایا جا رہا ہے۔ لیکن بات یہیں پر نہیں رکتی بلکہ مذکورہ دونوں امور کا تعلق چونکہ تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کے ساتھ ہے، لہٰذا اصل نشانہ تنظیم اسلامی کی وہ انقلابی جدوجہد ہے جو قرآن اور سیرت نبویؐ کی روشنی میں گزشتہ پچاس سال سے جاری ہے۔ اس میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ اس سازش کو نہ سمجھا جا سکے۔ بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی یہ بات آج حقیقت بن کر سامنے آ رہی ہے کہ ”اسلام کا جو انقلابی فکر ہمارے پیش نظر ہے اُسے نہ آسمان قبول کرے گا اور نہ ہی زمین سے کوئی غذا ملنے کی امید ہے۔“ آسمان سے اُن کی مراد موجودہ سیکولرزم اور مغربی جمہوریت پر مبنی ظالمانہ نظام اور اس کے علمبردار جبکہ زمین سے مراد جامد مذہبیت پر مبنی مسلک پرستی پھیلا کر تفریق پیدا کرنے والے عناصر ہیں۔ لہٰذا اگر اسلام کے انقلابی فکر کے ساتھ جڑا رہنے کے نتیجہ میں آج اس طرح کی مخالفت ہو رہی ہے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ بقول شاعر ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ صوم وصلوٰۃ کی پابند بیٹی، عمر 24 سال، قد "5'.2، تعلیم B.S نیوٹریشن اینڈ ڈائیٹکس، قوم شیخ کے لیے تعلیم یافتہ دینی مزاج کے حامل، (لاہور یا ملتان) برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ (ذات پات کی قید نہیں ہے۔)

برائے رابطہ: 0334-4162499

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- مسجد الاقصیٰ کے دروازے کھل گئے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اب بھی سنگین خطرات میں گھری ہوئی ہے۔ کھلا ہونے کے باوجود وہ مسلسل دباؤ، پابندیوں اور بدلتی ہوئی صورتحال کے زیرِ اثر ہے، اس کی اسلامی حیثیت کو چیلنجز درپیش ہیں۔ ذرائع کے مطابق مسجد کے صحنوں میں عبادات کے دوران سیکیورٹی فورسز کی بھاری تعداد میں موجودگی برقرار ہے، جبکہ آبادکاروں کی آمد میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے، اور بعض مذہبی سرگرمیاں کھلے عام انجام دی جا رہی ہیں۔ قابض صہیونی افواج انتظامیہ میں تبدیلیاں کر رہی ہے۔ ادارۂ اوقاف کی جگہ اپنا تسلط قائم کرنے، آبادکاروں کے حملوں کے اوقات بڑھانے اور بتدریج زمانی تقسیم مسلط کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ رابطہ علماء فلسطین (غزہ) نے کہا ہے کہ ہم اُمتِ مسلمہ کو خبردار کرتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کی بندش جیسے سنگین معاملے پر غفلت یا جرم کے مطابق ردِعمل کا فقدان، مزید خطرناک سازشوں کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ مسجد ابراہیمی کی مثال ہمارے سامنے ہے، جہاں بتدریج پابندیوں کے ذریعے بالآخر مکمل کنٹرول مسلط کر کے اسے زمانی و مکانی طور پر تقسیم کر دیا گیا۔ یہی خطرہ آج مسجد اقصیٰ کے حوالے سے بھی منڈلا رہا ہے۔
- یومِ اسیر فلسطینی کے موقع پر تشویشناک اعداد و شمار سامنے آئے ہیں۔ قابض جیلوں میں اس وقت 9600 سے زائد فلسطینی قید ہیں، جن میں 86 خواتین، 350 بچے اور 3500 بغیر فردِ جرم یا مقدمے کے حراست میں ہیں۔ جبکہ فلسطینی اسیر خواتین کو شمالی فلسطین میں واقع جیل الدامون میں شدید، وحشیانہ اور منظم تشدد کا سامنا ہے، جیل میں انہیں بھوکا رکھنے کے علاوہ مختلف اوقات میں اُن کے کمروں پر دھاوا بولا جاتا ہے اور آنسو گیس و ساؤنڈ بموں کا استعمال کرتے ہوئے جسمانی تشدد کیا جاتا ہے۔ جیل انتظامیہ اسیر خواتین کو تنگ اور آلودہ تنہائی کی کوٹھڑیوں میں ڈال دیتی ہے، جہاں بنیادی انسانی سہولیات تک میسر نہیں ہیں۔ یہ مسلسل جبر اسیر خواتین میں خوف کی فضا قائم کرنے اور اُن کے حوصلے توڑنے کے لیے کیا جا رہا ہے، جبکہ یہ حالات بین الاقوامی قوانین اور انسانی اقدار کی صریح خلاف ورزی ہیں۔
- تقریباً 70 کشتیوں اور ایک ہزار سے زائد عالمی کارکنوں پر مشتمل گلوبل صمود فلوٹیلا ایک بار پھر غزہ کی جانب روانہ ہو چکا ہے، جس کا مقصد محصور عوام تک امداد پہنچانا اور محاصرے کے خلاف عالمی توجہ مبذول کروانا ہے۔ یہ اقدام صرف انسانی امداد نہیں بلکہ عالمی سطح پر یکجہتی، مزاحمت اور انصاف کے مطالبے کی علامت کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔
- امریکی صحافی ایبی مارٹن نے کہا ہے کہ اسرائیل فاشسٹ طرزِ عمل اپنائے ہوئے ہے اور ایک طاقتور فوجی سرپرستی کے باعث احتساب سے بالاتر ہو کر کارروائیاں کر رہا ہے اس لئے دنیا کو "باغی ریاست اسرائیل" کو عالمی سطح پر تنہا کرنا چاہیے۔
- غزہ میں زندگی بچانے والوں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یونیسیف نے پیاسے معصوم بچوں تک پانی پہنچانے والے دو ڈرائیوروں کی شہادت پر شدید ردِعمل کا اظہار کیا ہے۔
- مسجد اقصیٰ میں 1978ء سے اذان کی سعادت انجام دینے والے شیخ ناجی القزاز انتقال کر گئے۔ کئی دہائیوں پر محیط اُن کی خدمت ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کی خدمات کو قبول فرمائے۔ (آمین!)

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **ایران: جنگ بندی میں توسیع امریکی صدر نے یکطرفہ طور پر کی ہے:** ایرانی سرکاری میڈیا کا کہنا ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یکطرفہ طور پر جنگ بندی میں توسیع کی ہے۔ ایران نے مذاکرات کے لیے امریکی شرائط کو مسترد کر دیا ہے۔ مشیر اسپیکر ایرانی پارلیمنٹ نے کہا ہے کہ ٹرمپ کی جنگ بندی میں توسیع کا کوئی مطلب نہیں ہے، ہارنے والا فریق شرائط کا حکم نہیں دے سکتا۔ ٹرمپ کا جنگ بندی میں توسیع کا اعلان وقت حاصل کرنے کی چال ہے تاکہ وہ اچانک حملہ کر سکے۔ دباؤ اور دھمکیوں کی پالیسی بدلنے سے ہی مذاکراتی عمل بحال ہو سکتا ہے۔ بطور ثالث پاکستان اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے کہ امریکا آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی ختم کرے۔
- **بین الاقوامی پروازیں بحال:** ایرانی سول ایویشن اتھارٹی کا کہنا ہے کہ ملک کے شمال مشرقی شہر مشہد کے ہوائی اڈے سے بین الاقوامی پروازوں کی اجازت دے دی گئی ہے۔
- **برطانیہ: ارکان پارلیمنٹ کا اسرائیل پر پابندیوں کا مطالبہ:** برطانوی رکن پارلیمنٹ رچرڈ برگن نے ہنگامی تحریک پیش کرتے ہوئے اسرائیل پر پابندیوں کا مطالبہ کر دیا ہے۔ تحریک میں یہودی بستیوں سے وابستہ معاشی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قبضے کو مضبوط کرنے والوں کے اثاثے منجمد اور سفری پابندی لگائی جائے۔ تحریک کی حمایت میں 75 ارکان پارلیمنٹ سامنے آ گئے۔
- **سعودی عرب: وزٹ ویزا والوں کو حج ادا کرنے کی اجازت نہیں:** وزارتِ داخلہ نے واضح کیا ہے کہ تمام اقسام کے وزٹ ویزہ رکھنے والے جو بھی افراد مکہ مکرمہ اور مشاعرِ مقدسہ میں داخل ہونے یا وہاں قیام کرنے کی کوشش کریں گے، ان پر 20 ہزار ریال تک جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مدد کرنے والے مقیم افراد اور غیر قانونی طور پر مقیم افراد کو اُن کے ممالک ڈی پورٹ کر دیا جائے گا۔ یہ پابندی یکم ذوالقعدہ سے شروع ہو کر 14 ذوالحجہ کے اختتام تک برقرار رہے گی۔ حرمین شریفین انتظامیہ کا کہنا ہے کہ مسجد الحرام میں بیت اللہ شریف کی مرمت کا کام مکمل کر لیا گیا ہے جبکہ غلافِ کعبہ کو تین میٹر بلند کر کے چاروں اطراف سفید کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ واضح رہے کہ بیت اللہ شریف کی اندرونی و بیرونی دیواروں کی مرمت کا کام مجموعی طور پر 47 گھنٹوں میں مکمل کیا گیا ہے جس میں مقامِ ابراہیم کی تزئین و آرائش بھی شامل ہے۔
- **بھارت: "اللہ اکبر" کا نعرہ لگانے پر گرفتاریاں:** بھارتی قانون دان، ماہر اقتصادیات اور سیاست دان بھیم را رام جی امبیڈکر کے یوم پیدائش کے موقع پر نکالے گئے ایک جلوس کے دوران کچھ افراد کو اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے سنا گیا تو پولیس نے ہندوتوا تنظیم وشوا ہندو پریشد (وی ایچ پی) کے رہنما اچاریہ ریتو پرنا کی شکایت پر مقدمہ درج کر کے صدام قریشی اور دیگر چھ نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی۔ ابتدا میں قریشی کو حراست میں لیا گیا مگر بعد میں ضمانت پر رہا کیا گیا مگر بعد میں پھر گرفتار کر لیا گیا، ایک مقامی کونسلر کو بھی گرفتار کیا گیا۔
- **ترکیہ: اسرائیل یونان، قبرص کا مسلم ممالک کیخلاف فوجی اتحاد:** ترک وزیر خارجہ ہاکان فیدان نے کہا ہے کہ ترکیہ خطے میں تنازعات ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے جبکہ اسرائیل، قبرص اور یونان کا اتحاد صرف ترکیہ ہی نہیں بلکہ خطے کے تمام مسلم ممالک کے لیے باعثِ فکر ہے۔ ترکیہ اپنی حفاظت کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی
کم مقدار، زیادہ صفائی
منفرد اور دیرپا خوشبو
رنگوں کی حفاظت
کپڑوں کی حفاظت
جلد کی حفاظت

میرا با اعتماد
انتخاب

شاندار صفائی
کم پیسے، زیادہ دھلائی
بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا
مہکتی خوشبو

JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.16

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore